الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

”پاکیزہ زندگی“

((باطنی اخلاق، باطنی بیماریاں اور ظاہری گناہ))

(part 01a)

---

www.farzuloom.net

01 "اللہ پاک کی رضا"

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(1)(ترجمہ Translation:)"اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے"۔(ترجمہ کنزالعرفان)(پ۱۰،التوبۃ:آیت ۷۲)علماء فرماتے ہیں:یعنی جنّت کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ اللہ پاک جنّتیوں سے راضی ہوگا، کبھی ناراض نہ ہوگا۔(خازن،التوبۃ، تحت الآیۃ:۷۲، ۲/۲۶۱)علماء فرماتے ہیں:یہ نعمت تمام نعمتوں سے بڑی ہے اور اللہ پاک سے محبّت رکھنے والوں کی سب سے بڑی خواہش(desire)ہے۔اللہ پاک کی رضا اور اللہ پاک کا دیدار(یعنی جنّتیوں کا اللہ پاک کو دیکھنا)کسی عمل کے بدلے میں نہ ہوگا بلکہ یہ خاص(special)اللہ پاک کا فضل و انعام ہوگا۔(صراط الجنان، جلد ۴، ص ۱۷۷ ماخوذاً)

(2)(ترجمہ Translation:)"تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا، اللہ کا فضل و رضا چاہتے"۔(پ۲۶، الفتح، آیت ۲۹)علماء فرماتے ہیں:یعنی صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کثرت سے(یعنی بہت زیادہ)اور پابندی کے ساتھ(regularly)نمازیں پڑھتے ہیں اسی لئے کبھی تم انہیں رکوع کرتے اور کبھی سجدہ کرتے ہوئے دیکھو گے اور اتنی زیادہ عبادت سے ان کا مقصد(aim)صرف اللہ پاک کی رضا(اور خوشی)حاصل کرنا ہے۔(خازن، الفتح، تحت الآیۃ:۲۹، ۴/۱۶۲، روح البیان، الفتح، تحت الآیۃ:۲۹، ۹/۵۷، ملتقطاً)

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اللہ پاک جنّتیوں پر تجلّی فرمائے گا(یعنی دیدار کرائے گا جیسا کہ اُس کی شان کے لائق ہے)اور ان سے کہے گا: مجھ سے مانگو۔ جنّتی کہیں گے: یااللہ! ہم تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء، الفضل الرقاشی، ۶/۲۲۶، حدیث:۸۳۸۴)

اَحادیثِ مُبارکہ:

www.farzuloom.net

(1)حضرت ابوقحافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے اپنے بیٹے حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے فرمایا: میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ کمزور غلاموں کو آزاد کرتے ہو۔ کاش! تم تندرست اور طاقت ور غلام آزاد کرتے (پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا، مالک کو جو ملا وہ غلام ہوا، آج کل غلام نہیں ہوتے)۔ تو ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے فرمایا؛ ابو جی! میں تو صرف اللہ پاک کی رضا (اور خوشی) چاہتا ہوں تو قرآنِ پاک کی یہ آیت نازل ہوئی (ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء ۳۰۱/۱) ترجمہ (Translation): تو بہر حال وہ جس نے دیا اور پرہیز گار بنا۔ (پ۳۰، اللیل: آیت ۵) (ترجمہ کنز العرفان)

(2) ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے دیکھا کہ اُمیّہ نے حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو گرم زمین پر ڈال کر گرم پتھر ان کے سینے (chest) پر رکھے ہیں اور اس حال میں بھی وہ ایمان کا کلمہ پڑھ رہے ہیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اُمیّہ سے فرمایا: اے بدنصیب! تو ایک ایمان والے پر ایسی سختیاں کر رہا ہے۔ اُس نے کہا: آپ کو اس کی تکلیف (trouble) ناپسند ہے تو اسے خرید (buy کر) لیجیے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے مہنگی قیمت پر اُن کو خرید کر آزاد کر دیا (یعنی اب آپ کسی کے غلام نہ رہے)۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (جس کا ترجمہ اوپر لکھا ہے)۔
(تفسیر بغوی، اللّیل، تحت الآیۃ: ۴، ۴/ ۴۶۲، روح البیان، تحت الآیۃ: ۲۰، ۱۰/ ۴۵۱، خزائن العرفان، تحت الآیۃ: ۱۰، ص ۱۱۰۷)

اللہ پاک کی رضا کسے کہتے ہیں؟:

”اللہ پاک کی رضا“ کا لفظ کبھی ”اخلاص“ کے لیے بولا جاتا ہے یعنی عبادت صرف اللہ کے لیے ہو، لوگوں کو دکھانے کے لیے نہ ہو۔ مگر یہاں ”اللہ پاک کی رضا“ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد (aim) اللہ پاک کو اس طرح راضی کرنا ہو کہ دین کے حکموں پر عمل کرے اور جس بات سے رُکنے کا حکم دین نے دیا، اُس سے رُک جانا۔ (مفردات، ص ۱۹۷ ماخوذاً)

رضا حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی سنّت ہے۔ کیونکہ آپ نے اللہ پاک کی رضا کے لیے اپنی جان بھی پیش کر دی۔ (قوت القلوب ص ۱۸ ملخصاً)

اللہ پاک کی رضا پانے کی کچھ نشانیاں (signs) اور اللہ پاک سے محبّت کی کچھ مثالیں:

www.farzuloom.net

نرم بستر چھوڑ کر اللہ پاک کو سجدہ کرنا، اللہ پاک کی یاد میں رونا، سردیوں کی لمبی راتوں میں عبادت اور گرمیوں کے لمبے دنوں میں روزے، اللہ پاک کے لئے کسی سے محبت کرنا، اللہ پاک کے لئے کسی سے دشمنی رکھنا، اللہ پاک کے لئے کسی کو کچھ دینا اور اللہ پاک کے لئے کسی سے روک لینا، نعمت پر شکر کرنا، مصیبت میں صبر کرنا، ہر حال میں اللہ پاک پر بھروسہ (trust) کرنا، اپنے ہر معاملے کو اللہ پاک کے سپرد کر دینا (یعنی اللہ پاک کی طرف سے جو کچھ ہو، اُس اپنے لیے بہتر سمجھنا)، اللہ پاک کے حکم پر عمل کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہنا، دل کو غیر کی محبّت سے پاک رکھنا، اللہ پاک کے محبوبوں سے محبّت اور اللہ پاک کے دشمنوں سے نفرت کرنا، اللہ پاک کے پیاروں کی عزّت کرنا، اللہ پاک کے سب سے پیارے رسول اور محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دل و جان سے زیادہ محبوب (یعنی پسند) رکھنا، اللہ پاک کے کلام (یعنی قرآن شریف) کی تلاوت کرنا، یہ تمام کام اور ان کے علاوہ بہت سارے کام ایسے ہیں جو اللہ پاک کی رضا پانے کی نشانی (sign) اور اللہ پاک سے محبّت کی مثالیں ہیں۔ (صراط الجنان، پ ۲، البقرہ، تحت الآیۃ: ۱۶۵، ۱/ ۲۶۴ ماخوذاً)

اللہ پاک کی رضا پانے کی کوشش کرنا ضروری ہے:

(1) مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ پاک کی رضا والے کام کرے اور اس کی ناراضی والے کاموں سے بچے۔

(2) کسی شخص کو اس نیّت سے تحفہ دینا کہ وہ مجھے اس سے زیادہ دے گا، یہ جائز تو ہے لیکن اس پر ثواب نہ ملے گا اور اس میں برکت نہ ہو گی کیونکہ یہ عمل اللہ پاک کی رضا کے لیے نہیں ہوا۔ (پ ۲۱، سورۃ الروم، آیت ۳۹، تفسیر خزائن العرفان، صفحہ ۷۵۴، ماخوذاً)

(3) عبادت صرف اللہ پاک کی رضا کے لئے ہونی چاہیے، کبھی اپنے اَعمال پر فخر (pride) اور ناز نہ ہو کہ کسی کے زندگی بھر کے نیک اعمال، اللہ پاک کی کسی ایک (1) نعمت کا بدلہ بھی نہیں ہو سکتے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۲۸۱ ماخوذاً) **یاد رہے!** اللہ پاک کی ہر نعمت، اُس نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہے (اس میں ہمارا کوئی بھی کمال نہیں)

وہ نعمت جسمانی ہو یا روحانی، چاہے وہ نعمتیں ہماری کمائی سے ملیں، جیسے دولت، سلطنت وغیرہ یا جن کو حاصل کرنے میں ہماری کوئی کوشش نہ ہو جیسے چاند، سورج وغیرہ (یہ سب اللہ پاک کی رحمت سے ہی ہمیں ملی ہیں)۔ (تفسیر نورُ العِرفان، پارہ ۳۰ سُورَۃُ التَّکَاثُر، آیت ۸ ماخوذاً)

اللہ پاک کی رضا سے دور کرنے والی کچھ چیزیں:

(1) زندگی کا مقصد (aim) پیش نظر نہ ہونا (یعنی اللہ پاک نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا، اس اہم بات کی طرف توجّہ (attention) نہ دینا)

(2) بُرے دوستوں کے ساتھ رہنا۔ ایک شخص نے حضرت حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا کہ عبادت میں میرا دل نہیں لگ رہا۔ آپ نے جواب دیا: شاید تو نے کسی ایسے شخص کو دیکھ لیا ہے جو اللہ پاک سے نہیں ڈرتا۔ عبادت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے ہر اُس چیز کو چھوڑ دے کہ جو عبادت کرنے سے روکے۔ (مکاشفۃ القلوب (مترجم) ص ۴۶ ملخصاً)

(3) ہر طرح کے گناہ۔

اللہ پاک کی رضا پانے کے کچھ طریقے:

{} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: رات کی نماز (یعنی تہجّد) ضرور ادا کیا کرو! کیونکہ یہ تمہارے ربّ کی رضا کا سبب (reason) ہے۔ (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، الحدیث: ۳۵۴۹، ص ۲۰۱۷)

{} مسواک کرنا پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری سنّت ہے، اس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ پاک کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ (ماخوذ از سنّتیں اور آداب، بہارِ شریعت)

{} اللہ پاک کی رضا پانے کے لئے بزرگانِ دِین کے واقعات کو پڑھیں۔

{} حضرت امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اللہ پاک نے تین (3) چیزیں تین (3) چیزوں میں چھپا کر رکھی ہیں اپنی رضا کو اپنی اطاعت (فرمانبرداری۔obedience) میں تو کسی نیکی کو چھوٹا نہ سمجھو، ممکن ہے کہ اللہ پاک کی رضا (اور خوشی) اسی میں ہو اور اللہ پاک نے اپنے غضب کو اپنی نافرمانی میں چھپا کر رکھا ہے تو کسی گناہ

www.farzuloom.net

کو ہلکا نہ جانو ممکن ہے کہ اللہ پاک کا غضب اسی میں ہو اور اللہ پاک نے اپنی ولایت کو اپنے بندوں میں چھپا رکھا ہے تو کسی مسلمان کو حقیر اور گھٹیا (کم تر) نہ جانو ممکن ہے وہ اللہ پاک کا ولی ہو (**یاد رہے!** "ولی" شریعت (یعنی دین) پر عمل کرنے والا ہوتا ہے)۔ (احیاء العلوم جلد ۴، ص ۱۴۹ (مترجم) ماخوذاً)

نوٹ: اللہ پاک کی رضا کی تفصیل جاننے کے لئے "احیاء العلوم جلد ۵" کو پڑھ لیجئے۔[1]

---

02 "اللہ پاک کا خوف"

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ Translation:) "اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو"۔ (پ ۴، آل عمران: ۱۷۵) (ترجمہ کنز العرفان) علماء فرماتے ہیں: کیونکہ ایمان کا تقاضہ (requirement of faith) یہ ہی ہے کہ بندے کو اللہ پاک کا خوف ہو۔ (خزائن العرفان ملخصاً)

اَحادیثِ مُبارکہ:

(1) فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: جو اپنی عمر میں اضافہ اور رزق میں کشادگی (یعنی زیادہ ہونا) اور بری موت سے حفاظت (safety) چاہتا ہے تو وہ اللہ پاک سے ڈرے اور صلہ رحمی (یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک) کرے۔ (مسند احمد، مسند علی بن ابی طالب، ج ۱، ص ۳۰۲، حدیث: ۱۲۱۲)

(2) فرمانِ آخری نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: اگر تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو تو میرے بعد بھی اللہ پاک سے بہت ڈرتے

---

(1) **جواب دیجئے:**

س۱) اللہ پاک کی رضا کسے کہتے ہیں؟

س۲) اللہ پاک کی رضا اپنانے کا طریقہ کیا ہے؟

www.farzuloom.net

رہنا۔(احیاء العلوم، ۴/ ۴۷۲، مترجم)

اللہ پاک کا خوف کسے کہتے ہیں؟:

خوف سے مراد دل کی وہ کیفیت (condition) ہے جو کسی ناپسندیدہ بات کی وجہ سے پیدا ہو، مثلاً پھل کاٹتے ہوئے چھری (knife) سے ہاتھ کے زخمی (injured) ہو جانے کا ڈر۔ جبکہ **اللہ پاک کے خوف** کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک کی بے نیازی (کہ اُسے کسی کی ضرورت نہیں)، اس کی ناراضی، اس کی گرفت (یعنی پکڑ) اور اس کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں (punishments) کا سوچ کر انسان کا دل گھبرا (یعنی پریشان ہو) جائے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، ۴/ ۱۹۰ ماخوذا) اللہ پاک کے خوف میں کمی کو قلتِ خشیت کہتے ہیں۔

اللہ پاک کے خوف کے درجے (levels):

خوف کے تین (3) درجات (conditions) ہیں:

(۱) کمزور: مثلاً جہنّم کی سزاؤں (punishments) کو سن کر کچھ پریشان ہونا اور پھر گناہوں میں مصروف (busy) جانا۔

(۲) درمیانی: مثلاً دوزخ کا عذاب سن کر گناہوں سے بچنے کے لیے عملی کوشش کرنا اور اللہ پاک کی رحمت پر اُمید (hope) بھی رکھنا۔

(۳) بہت زیادہ: مثلاً اللہ پاک کے عذاب وغیرہ کا سن کر اپنی مغفرت اور معافی سے نااُمید (hopeless) ہو جانا۔

اِن سب میں بہتر درجہ **"درمیانی درجہ"** ہے کیونکہ خوف اُس کوڑے (whip) کی طرح ہے جو کسی جانور کو تیز چلانے کے لیے مارا جاتا ہے۔ **"کمزور درجہ"** ایسا کمزور کوڑا (whip) ہے کہ جس سے جانور کی رفتار (speed) میں کچھ بھی اضافہ (increase) نہ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ **"بہت زیادہ کا درجہ"** ایسا کوڑا (whip) ہے کہ جو جانور پر اتنی زور سے لگے کہ جانور ہی زخمی ہو جائے تو اِس سے جانور کی رفتار (speed)

میں اضافہ بالکل نہیں ہو گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ چلنا ہی چھوڑ دے۔(احیاء العلوم، ۴/۲۵۷ماخوذاً)

اللہ پاک کے خوف کی ایک مثال:

کبھی کچھ لوگ رو رہے ہوتے ہیں تو بندہ ان کو دیکھ کر روتا ہے تو یہ اللہ پاک ہی کے خوف سے رونا ہے، یہ ریاکاری نہیں ہے اگرچہ وہ جب اکیلے (alone) قرآنِ پاک کی تلاوت سنتے تو اسے رونا نہیں آتا، لوگوں کے سامنے رونا نیک لوگوں کی برکت ہے کہ اس کا دل نرم (soft) ہو گیا ہے۔ اس میں سچائی کی علامت (symbol of truth) یہ ہے کہ اس بات پر غور کرے کہ اگر میں صرف ان کے رونے کی آواز سن رہا ہوتا اور وہ مجھے دیکھ نہ رہے ہوتے تو کیا اس وقت بھی میں روتا؟ اگر اپنے اندر یہ کیفیت (condition) نہیں پاتا تو اسے چاہئے کہ نہ روئے کیونکہ اب اس کا رونا صرف اس خوف سے ہے کہ لوگ کہیں گے یہ بہت سخت دل ہے۔(احیاء العلوم جلد ۳، ص ۳۷۹ماخوذاً)

اللہ پاک کا خوف کم ہونے کی ایک نشانی (sign):

اللہ پاک سے ڈرنے کا کہا جائے تب بھی نہ ڈرنا۔ حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں: بندے کے گناہ گار ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جب اس سے کہا جائے کہ اللہ پاک سے ڈرو تو وہ کہے "تم صرف اپنی فکر کرو"۔(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ۱/۱۵۱)

اللہ پاک کے خوف کی کچھ نشانیاں (signs):

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں : اللہ پاک کے خوف کی علامت (پہچان۔symbol) آٹھ (8) چیزوں میں ملتی ہے: **(۱)** زبان جھوٹ، غیبت، فضول باتیں وغیرہ کرنے سے رُکی رہے اور اللہ پاک کا ذکر، تلاوتِ قرآن اور علمِ دین میں مصروف (busy) رہے **(۲)** پیٹ میں حرام نہ جائے اور حلال چیز بھی ضرورت کے مطابق جائیں **(۳)** آنکھ حرام دیکھنے سے بچے اور دنیا کو دلچسپی

(interest)سے نہ دیکھے بلکہ عبرت (lesson)وآخرت کی تیاری کے لیے دیکھے (۴)ہاتھ کبھی حرام کی طرف نہ بڑھے بلکہ ہمیشہ اللہ پاک کی رضا (اور خوشی) کے کام کرے (۵)قدم اللہ پاک کی نافرمانی میں نہ اُٹھے بلکہ اللہ پاک کی رضا کے کاموں کی طرف بڑھیں (٦)دل میں مسلمانوں کا کینہ اور حسد نہ رکھے بلکہ خیر خواہی (یعنی بھلائی) اور مسلمانوں سے نرمی بھرا سلوک کرنے کا جذبہ رکھے (۷)کان جائز بات کے علاوہ کچھ نہ سنے (۸)بندہ اللہ پاک کی عبادت صرف اللہ پاک کی رِضا کے لیے کرے، کسی اور کو دکھانے اور ریاکاری کے لیے نہ کرے۔(درۃ الناصحین، المجلس الثلاثون، ص۱۰۹ ملخصاً) وغیرہ

اللہ پاک کے خوف سے دور رہنے کے کچھ اسباب(reasons):

(1) اللہ پاک کے حقوق اور آخرت کے عذاب کو بھول جانا(2) اپنے نفس (یعنی دل) کی ہر بات پوری کرنے کی کوشش(3) دنیا اور مخلوق(مثلاً بیوی، بچوں، رشتہ داروں، دوستوں وغیرہ) کی بے جا(یعنی نامناسب) محبّت(4) بُرے دوست۔ وغیرہ

اللہ پاک کا خوف اپنانے کے کچھ طریقے:

(1)خوفِ خدا کے بارے میں بزرگانِ دِین کے واقعات کو پڑھیں:

{} حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ پاک کے خوف سے اتنا روتے کہ ایک میل(one mile) کے فاصلے(distances) سے ان کے سینے(chest) سے آنے والی آواز سنائی دیتی۔ (اِحیاءُ العُلوم،۴/۲۲٦ ملخصاً)

(2)اللہ پاک کا خوف ہر بھلائی (یعنی اچھائی۔goodness) کی طرف لے جانے والا ہے:

{}حضرتِ فضیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ پاک سے ڈرتا ہے تو یہ خوف ہر بھلائی کی طرف اس کی راہنمائی(guidance) کرتا ہے۔(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج۴، ص۱۹۸)

(3) جہنّم کے عذابات پر غور کیجئے:

{} دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اسے آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ کھولنے (یعنی پکنے) لگے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اھون اھل النار عذابا، رقم ۴۶۷، ص ۱۳۴) اور وہ سمجھے گا کہ جہنّم میں سب سے زیادہ عذاب مجھے ہی ہو رہا ہے۔ (مراۃ جلد ۷، ص ۴۹۹ ملخصاً)

(4) اپنے اعمال کا جائزہ لیجئے (5) سچّی توبہ کر لیجئے (6) اللہ پاک سے دعا بھی کیجئے۔ وغیرہ

نوٹ: اللہ پاک کے خوف کی تفصیل جاننے کے لئے کتاب **"خوفِ خدا"** کو پڑھ لیجئے۔ (2)

---

03 "بے پردگی"

اللہ پاک قرآن پاک میں فرماتا ہے:

(1) (ترجمہ Translation:) "اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی"۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۳) (ترجمہ کنزالعرفان) یعنی اے میرے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ازواج! تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو (اور شرعی ضرورت کے بغیر گھروں سے باہر نہ نکلو)۔ (روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۳، ۷/ ۱۷۰) علماء فرماتے ہیں: یاد رہے کہ اس آیت میں خطاب (بات) اگرچہ ازواجِ مُطَہَّرات (یعنی اُمّھات المؤمنین) رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ سے ہے لیکن یہ حکم سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی ہے۔ (صراط الجنان ۸/ ۱۵ ملخصاً)

(2) (ترجمہ Translation:) "اور زمین پر اپنے پاؤں اس لئے زور سے نہ ماریں کہ ان کی اس زینت کا پتا چل جائے جو انہوں نے چھپائی ہوئی ہے"۔ (پ ۱۸ النور ۳۱) (ترجمہ کنزالعرفان) علماء فرماتے ہیں: عورتیں گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں اِتنے آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور (jewelry) کی جھنکار (آواز) نہ سُنی جائے۔ اِسی لئے

---

(2) **جواب دیجئے:**

س ۱) خوفِ خدا کسے کہتے ہیں؟

س ۲) خوفِ خدا اپنانے کا طریقہ کیا ہے؟

چاہئے کہ عورتیں باجے دار جھانجھن (ایک قسم کا پاؤں کا زیور(A kind of foot jewelry) کہ چلنے میں جس کی آواز آتی ہے) نہ پہنیں۔ حدیث شریف میں ہے: اللہ پاک اُس قوم کی دُعا نہیں قبول فرماتا جن کی عورَتیں جھانجھن پہنتی ہوں۔ (تفسیراتِ احمدیہ ص۵۶۵) اس سے سمجھنا چاہئے کہ جب زیور کی آواز دعا قبول نہ ہونے کا سبب(reason) ہے تو خود عورت کی اپنی آواز کا بِلا اجازتِ شَرعی غیر مردوں تک پہنچنا اور اسکی بے پردگی اللہ پاک کے غضب کا کتنا بڑا سبب(reason) ہو گی۔ (خزائنُ العِرفان ص ۵۶۶ مُلخصاً)(پارہ۱۸سورۂ نُور، آیت ۳۱)

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

جہنّمیوں (یعنی دوزخ میں جانے والوں) کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا (بلکہ وہ میرے بعد والے زمانے میں ہوں گی) (1): وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دُم کی طرح کوڑے (whip) ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے۔ (2): وہ عورَتیں جو لِبَاس پہننے کے باوُجُود بے لباس ہوں گی یہ جنَّت میں نہ جائیں گی اور نہ اس کی خُوشبو پائیں گی حالانکہ اس (جنّت) کی خُوشبو بہت دُور سے آتی ہو گی۔ (مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، ص ۱۱۷۷، الحدیث: ۱۲۵(۲۱۲۸) مُلتقطاً)

بے پردگی کسے کہتے ہیں؟:

شَرعی پردہ نہ کرنا بے پَردَگی ہے۔ خالہ زاد، ماموں زاد، پھُوپھی زاد، چچازاد، تایازاد(cousins)، دیور وجیٹھ (شوہر کا بڑا چھوٹا بھائی)، خالو، پھوپھا(uncles)، بہنوئی(brother in law) بلکہ اپنے نامحرم پیر و مرشِد سے بھی پردہ کیجئے۔ نیز مرد کا بھی اپنی مُمانی، چچی، تائی(aunts)، بھابھی (بھائی کی بیوی) اور اپنی زوجہ کی بہن(sister in law) وغیرہ رشتے داروں سے پردہ ہے۔ مُنہ بولے (یعنی کسی غیر کو بول کر بنالینا) بھائی بہن، منہ بولے ماں بیٹے، اور منہ بولے باپ بیٹی میں بھی پردہ ہے یہاں تک کہ کسی اور سے لیا ہوا بچہ (جب مرد و عورت کے مُعامَلات سمجھنے لگے تو) اس سے بھی پردہ ہے۔ (کربلا کا خونی منظر ص ۳۳، ۳۴ مُلخصاً)

بے پردگی کی کچھ مثالیں:

{}"اَعْضاءِ سَتْر" یعنی جسم کے جن حصّوں کا چُھپانا شرعاً ضروری ہے ان کو نہ چُھپانا جیسے بعض لوگ ایسی چھوٹی نیکر (half paint) پہنتے ہیں جس سے گھٹنے (knees) کُھلے ہوتے ہیں، **یاد رکھئے!** مرد کے لئے ناف (پیٹ کے سوراخ) سے لے کر گھٹنوں تک کا حصّہ عورت ہے یعنی اس کا چُھپانا فرض ہے، گھٹنے (knees) بھی اس میں داخِل ہیں لہٰذا مرد کو ایسا لِبَاس پہننا جس سے گھٹنے کُھلے ہوں یہ **بے پردگی ہے {}** اور عورت کے لئے سر سے لے کر پاؤں کے گَٹوں (foot joints) کے نیچے تک جسم کا کوئی حِصَّہ بھی مثلاً سر کے بال یا بازو (arm) یا کلائی (wrist) یا گلا (throat) یا پیٹ یا پنڈلی (shin) وغیرہ اجنبی مرد (یعنی جس سے شادی ہمیشہ کے لئے حرام نہ ہو) پر شرعی اِجازَت کے بغیر ظاہِر کرنا یا

{} ایسا باریک لِبَاس پہننا جس سے بدن کی رنگت (body color) نظر آئے یا

{} ایسا چست لِبَاس (tight dress) پہننا جس سے جسم کے کسی حصّے کی ہیئت (یعنی شکل وصورت یا اُبھار وغیرہ) ظاہِر ہو یا

{} اتنا باریک (thin) دوپٹہ پہننا کہ بالوں کی سیاہی (color) چمکے یہ سب بھی بے پردگی ہے۔ (گناہوں کے عذابات ص۶۵,۶۶)

بے پردگی کی تفصیل (یعنی وضاحت۔explanation):

(1) بے پَرْدَگی حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ۵/۱۴۴ والمبسوط، کتاب الاشربۃ، ۲۴/۳۷)

(2) جو جسم کے پردے کا مُطْلَقاً (totally) انکار کرے اور کہے کہ "صِرْف دل کا پردہ ہونا چاہیے" اُس کا ایمان جاتا رہا (وہ کافر ہو گیا)۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب ص ۱۹۴)

(3) عوْرَت کا ہَر اجنبی بالغ مَرد سے پَرْدہ ہے۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۴۴)

(4) اس میں استاد اور غیر استاد، عالم اور غیر عالم، پیر اور فقیر سب برابر ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۳/۶۳۹ ملخصاً)

(5) لوگوں کے سامنے یا نماز میں توسَتْر چھپانا فرض ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ حصہ ۳ ص ۴۷۹ ملخصاً)

بے پردگی اور پردہ:

(1) مسلمان (عورت) کی بے پردگی کافرہ (Non Muslim Women) کی بے پردگی سے ہزار درجے سخت

www.farzuloom.net

تر ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۴،ص ۱۴۳)

(2) پیر سے علم حاصل کرنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: اگر بدن موٹے اور ڈھیلے کپڑوں سے چھپا ہوا ہو، نہ ایسے باریک کپڑے ہوں کہ بدن یا بالوں کی رَنگت (color) نظر آئے نہ ایسے تنگ کپڑے (tight clothes) کہ بدن کی حالت (یعنی جسم کے کسی حصّے کی شکل وصورت وغیرہ) نظر آئے اور جانا اکیلے (alone) میں نہ ہو اور پیر صاحب جوان (young) بھی نہ ہوں، یعنی کوئی فتنہ (مثلاً پردے کے لیے کسی قسم کی بھی آزمائش) نہ ابھی ہو نہ آئندہ (next time) کے لیے کسی قسم کے فتنے کا خوف ہو تو علمِ دِین سیکھنے کے لئے جانے اور بُلانے میں کوئی حَرَج نہیں۔(فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۲۴۰ مُلخصاً)

(3) پَردے (مثلاً عورتوں کا پورشن الگ ہونے) کی حالت میں سُنّی عالمِ دِین کا بیان سننا جائز ہے۔(فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۲۳۹ ماخوذاً)

(4) جن عام محفلوں (programs) میں مرد و عورت ساتھ ساتھ ہوں (mixed gathering) ایسی جگہ نہ جایا جائے، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: مساجِد سے بہتر عام محفِل کہاں ہو گی! اور شروع میں جب عورتوں کو مسجد آنے کی اجازت تھی تو مسجِد کی نَماز میں پردے کیلئے ترتیب (sequence) بھی کیسی زبردست ہوتی تھی کہ نَماز کے دَوران مَردوں کی عورتوں کی طرف پیٹھ ہوتی تھی کہ وہ عورَتوں کی طرف مُنہ نہیں کرسکتے تھے مزید مَردوں کو یہ بھی حکم تھا کہ سلام کے بعد جب تک عورَتیں مسجِد سے باہَر نہ نکل جائیں، مرد نہیں اُٹھیں گے۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اور بے پردگی عام ہو گئی تو علماء کرام نے مسجِد میں نَماز کیلئے عورَتوں کی حاضِری کو مکمَّل طور پر منع فرمادیا۔(فتاوٰی رضویہ ج ۲۲ ص ۲۲۹ ماخوذاً) تو جب مسجد میں اجازت نہ رہی تو دیگر جگہوں کی اجازت کیسے ہو؟

(5) عورت کو مُلازَمت (job) کی پانچ (5) شرطوں (conditions) کے ساتھ اجازت ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: یہاں پانچ (5) شرطیں ہیں (1) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی (wrist) وغیرہ کا کوئی حصّہ نظر نہ آئے (2) کپڑے تنگ (tight clothes) نہ ہوں کہ جو بدن کی

حالت(یعنی جسم کے کسی حصّے کی شکل وصورت وغیرہ)ظاہِر کریں(3)بالوں یا گلے(throat)یاپیٹ یاکلائی یا پنڈلی(shin)کا کوئی حصّہ نظر نہ آئے(4) کبھی نامَحرَم کے ساتھ تھوڑی سی دیر کے لئے بھی تنہائی(اکیلے میں) نہ ہوتی ہو(5)اُس کے وہاں رہنے یاباہَر آنے جانے میں کوئی فتنے(یعنی پردے کے لیے کسی قسم کی بھی آزمائش)کا گمان(یعنی خیال) بھی نہ ہو۔یہ پانچوں شرطیں(five conditions)اگر جمْع ہیں تو نوکری کر سکتی ہے اور ان میں ایک بھی کم ہے توملازَمت وغیرہ حرام ہے۔(فتاوٰی رضویہ ج۲۲ ص۲۴۸ماخوذاً)

(6) اگر ضَرورتاً غیر مَرد سے بات کرنی بھی پڑے تب بھی بولنے میں نزاکت (یعنی باریک اور خوبصورت آواز)اوربات میں نَرمی پیدا کرنا منع ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں، ترجمہ(Translation):اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو بات کرنے میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا مریض آدمی کچھ لالچ کرے (پ۲۲،الاحزاب:۳۳-۳۲)(ترجمہ کنز العرفان)(خزائن العرفان مُلخصاً)

(7)مسلمان عورت کا کافِرہ عورَت سے بھی اُسی طرح پردہ ہے جس طرح غیر مرد سے۔(پردے کے بارے میں سوال جواب ص۴۳)

(8) چھت پر چڑھنے میں دوسروں کے گھروں میں نظر پہنچتی ہے تو وہ لوگ چھت پر چڑھنے سے منع کرسکتے ہیں۔(بہارِ شریعت ح۱۶،ص۵۶۸،مسئلہ ۸ملخصاً)

(9)کبوتر(pigeon)پالنا اگر اڑانے کے لیے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑاتا ہے تو ناجائز کہ یہ بھی ایک قسم کا لہو(کھیل) ہے اور اگر کبوتر اڑانے کے لیے چھت پر چڑھتا ہے جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا اڑانے میں کنکریاں پھینکتا ہے جن سے لوگوں کے برتن ٹوٹنے کا خوف ہے، تو اس کو سختی سے منع کیا جائے گا۔

(بہارِ شریعت ح۱۶،ص۵۱۲،مسئلہ ۷ مُلتقطاً)

بے پردگی کی طرف لے جانے والی کچھ چیزیں:

(1)غیر شرعی انداز پر شادی کا ہونا(2)فیشن ایبل(fashionable)اور دین سے دور لوگوں کے ساتھ میل جول(3)خاندان، برادری اور قومی رسم و رواج (custom)(4) نوجوانوں کی کم عمر لڑکوں سے

دوستی(5)کاروبار، دوستی، شاگردی یامنہ بولے رشتے کے نام پر ملاقاتیں۔

بے پردگی سے بچنے کے کچھ طریقے:

{} بے پردگی سے معاشرے(society)میں ہونے والے نقصانات کی معلومات حاصل کریں۔

{} بے پَرْدَگی کی وجہ سے قبْرو آخرت میں ہونے والے عذابات جانیں۔

{} ایسے بیانات سنناجن میں بے پَرْدَگی کے دینی و دنیاوی نقصانات بیان کیے جائیں۔

نوٹ: بے پردگی کے تفصیلی مسائل جاننے کے لئے شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطّار** قادِری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب "**پردے کے بارے میں سوال جواب**"کو پڑھ لیجئے۔[3]

---

04 "عاجزی"

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ Translation:)"بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں **اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں** اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے رکھنے والے اور روزے رکھنے والیاں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے والے اور حفاظت کرنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے"۔(ترجمۂ کنزالعرفان)(پ۲۲، الاحزاب:۳۵) علماء فرماتے ہیں: اس آیت میں عاجزی کا مطلب، دل سے

---

(3) **جواب دیجئے:**

س۱) بے پردگی کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے کیا کیا نقصانات ہیں؟

س۲) بے پردگی سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟

www.farzuloom.net

اللہ پاک کا حکم ماننا اور اپنے جسم سے اُس کی عبادت کرنا ہے۔(خزائن العرفان ماخوذاً)

فرمانِ آخری نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

جو شخص اللہ پاک کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ پاک اُسے بلندی عطا فرماتا ہے۔ (مسلم، ص ۱۰۷۱، حدیث:۶۵۹۲)

حضرت قتادہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: جس شخص کو مال، خوبصورتی، لباس یا علم دیا گیا پھر اس نے اس میں عاجزی نہ کی تو یہ نعمتیں قیامت کے دن اس کے لیے وبال (یعنی مُصیبت) ہوں گی۔(احیاء العلوم، جلد ۳، ص ۱۰۰۴)

عاجزی کسے کہتے ہیں؟:

لوگوں کے مقام و مرتبے کے لحاظ سے (according to rank) اُن کے لئے نرمی کرنا اور اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا عاجزی کہلاتا ہے۔(فیض القدیر، حرف الہمزۃ، ۱/۵۹۹، تحت الحدیث:۹۲۵ ماخوذاً)

حضرت فضیل بن عیاض رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: عاجزی یہ ہے کہ تم حق (اور سچ) کے سامنے جھک جاؤ (یعنی مان لو) اور اس کی پیروی (follow) کرو اور اگر بچے یا کسی بڑے جاہل سے بھی حق (اور سچ) بات سنو تو اسے قبول (accept) کرو۔(احیاء العلوم، جلد ۳، ص ۱۰۰۲)

عاجزی کب حرام ہے؟:

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے والد صاحب کچھ اس طرح فرماتے ہیں: کسی کے مال و دولت کی وجہ سے اس کے سامنے عاجزی کرنا، یہ عاجزی اللہ پاک کی رضا کے لیے نہیں بلکہ غَیرُ اللہ (یعنی اللہ پاک کے علاوہ کسی کو خوش کرنے) کے لیے (ہے) اور (کسی کے مال و دولت کی وجہ سے عاجزی کرنا) حرام ہے۔ البتہ علمِ دین کی وجہ سے (کسی عالم وغیرہ کے سامنے) عاجزی، یہ اللہ پاک کی رضا (اور خوشی) حاصل کرنے کے لیے عاجزی کرنا ہے اور اصل میں یہ اللہ پاک کے لیے عاجزی کرنا ہے۔(فضائل دعا، ص ۶۶ مفھوماً)

عاجزی کی تفصیل (یعنی وضاحت۔explanation):

امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں: عاجزی (یعنی دوسرے کے لیے نرمی) کے تین (3)

www.farzuloom.net

درجے ہیں(۱)بالکل نہ کرنا(۲)بہت زیادہ عاجزی کرنا(۳)درمیانی کیفیت(medium condition)۔

پہلا درجہ: عاجزی بالکل نہ کرنا، یہ بات تکبُّر(arrogance)کی طرف لے جانے والی ہے۔

دوسرا درجہ : اتنی زیادہ عاجزی کرنا کہ اپنا وقار(یعنی عزّت) باقی نہ رہے اور بندہ ذلیل کام (humiliation)کرے یاخوشامد(یعنی جھوٹی تعریف)تک پہنچ جائے۔یہ دونوں صورتیں منع ہیں۔

تیسرا درجہ : درمیانی کیفیت(medium condition) کا ہونا یہ ہے کہ نہ تکبُّر کی طرف جائے نہ ذلّت(humiliation)کی طرف جائے۔اپنے ہم مرتبہ(same level)اور کم مرتبہ(low level)سے بھی عاجزی کرے تاکہ عاجزی کی اچھی طرح عادت بن جائے۔(احیاء العلوم،جلد۳،ص۱۰۹۰مفہوماً)

عاجزی کرنے والا کون ہے؟:

اگر عاجزی کرنا مشکل ہے مگر پھر بھی عاجزی کرتا ہے تو وہ عاجزی کرنے والا نہیں بلکہ عاجزی کی کوشش کرنے والا ہے کیونکہ عادت اسے کہا جاتا ہے جو کام انسان بآسانی کرسکے۔جب عاجزی کرنا اس کے لئے آسان ہو جائے گا تو وہ عاجزی کرنے والا کہلائے گا(احیاء العلوم،جلد۳،ص۱۰۹۰مفہوماً)

عاجزی کی کچھ مثالیں:

اپنے ہاتھ سے اپنا کام کرنا، اگر کوئی(رُتبے میں کم)آدمی قریب بیٹھے تو اُس سے نفرت نہ کرنا، گھر کا سامان خود لانا، سستے کپڑوں پر راضی رہنا وغیرہ۔(احیاء العلوم،جلد۳،ص۵۲،۵۰،۴۹،۴۸،۱۰۴۸ماخوذاً)

عاجزی کی ایک نشانی(sign):

میزبان اگر مہمان کی خدمت صحیح طرح نہ کرے(مثلاً اسے کچھ بھی نہ کھلائے) پھر بھی مہمان کا خوشی خوشی واپس جانا یہ حسن اخلاق اور عاجزی کی علامت(پہچان۔symbol)ہے۔(احیاء العلوم،جلد۲،ص۶۳ملخصاً)

عاجزی سے دور رکھنے والی کچھ چیزیں:

ہر وہ بات جس سے تکبُّر(arrogance)آجاتا ہے، وہ عاجزی سے دور کرنے والی ہے مثلاً(1)مال و دولت کا زیادہ ہونا(2)خوبصورت ہونا(3)طاقتور(powerful)ہونا(4)ذہین(intelligent)ہونا۔وغیرہ

نوٹ: مال، دولت، خوبصورتی اور طاقت سے عاجزی چلی ہی جائے گی، ایسا لازم نہیں ہے مگر ان چیزوں پہ تکبُّر

(arrogance)کرنے سے عاجزی چلی جائے گی۔

عاجزی کے کچھ فائدے:

{}عاجزی سے تکبُّر(arrogance)دور ہوتا ہے{}عاجزی سے احترامِ مسلم(Muslims respect)پیدا ہوتی ہے{}عاجزی سے انسان کے لیے نعمتوں کی کمی(lack of blessings)پرصبر(patience)آسان ہوجاتا ہے{}عاجزی سے مُصیبت(trouble)پر صبر آسان ہو جاتا ہے۔وغیرہ

عاجزی کی عادت بنانے کے کچھ طریقے:

{}امام غزالی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بھوکا رہنے کا یہ فائدہ بھی ہے کہ اس سے عاجزی پیدا ہوتی ہے۔

(احیاء العلوم، جلد۳،ص۲۵۸)

{}اپنی کمزوری اور اللہ پاک کی قدرت کے بارے میں غور کرے تو دل میں عاجزی پیدا ہوگی۔

{}اپنی ان عادتوں(habits)کے بارے میں غور کرے جن کی وجہ سے سامنے والے کمتر(یعنی حقیر اور چھوٹے)لگتے ہیں اب اگر وہ کام شرعاً ضروری نہیں(مثلاً اچھے کپڑے پہننا)تو اللہ کی رضا کے لیے یہ چھوڑ دے اور اگر وہ کام شرعاً پسندیدہ ہو(مثلاً مرد کا عمامہ یا عورت کا بُرقعہ پہننا)تو یہ کام کرے اور وسوسوں پر توجّہ(attention)نہ دے۔

{}جو نیک لوگ عاجزی کرتے ہیں،ان کی عادتیں نوٹ کرے کہ وہ عاجزی کرنے کے کیا کیا طریقے اپناتے(adopts کرتے) ہیں، اور ان طریقوں کو اختیار(adopt) کرے،امام غزالی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: آہستہ آہستہ یہ اخلاق اس کی طبیعت(nature)کا حصّہ بن جائیں گے اور یہی عاجزی حاصل کرنے کا صحیح طریقہ ہے۔(احیاء العلوم، جلد۳، ص۱۸۲ماخوذاً)جتنے بھی اَخلاق شریعت کو پسند ہیں وہ اسی طریقے سے(یعنی بزرگوں کی عادتوں کو اپنانے(adopt کرنے) سے)حاصل ہوتے ہیں۔(احیاء العلوم، جلد۳،ص۷۸ ملخصاً)

نوٹ: عاجزی کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”نجات دلانے والے اعمال کی معلومات“ صفحہ 81 تا 89 کو پڑھ لیجئے۔ (4)

---

05 ”اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا“

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:

جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اللہ پاک اسے اس کی خواہش (desire) کے مطابق عطا فرماتا ہے حالانکہ وہ اپنے گناہ پر قائم ہے تو یہ اللہ پاک کی طرف سے ڈھیل (یعنی دنیا میں چھوٹ) ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: (ترجمہ Translation:) ”پھر جب انہوں نے ان نصیحتوں کو بھلا دیا جو انہیں کی گئی تھیں تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس پر خوش ہوگئے جو انہیں دی گئی تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا پس اب وہ مایوس ہیں“۔ (کنزالعرفان، الانعام ۷/۴۴) (معجم اوسط، ۶/۴۲۲، حدیث: ۹۲۷۲)

ایک طویل حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے کہ اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اولادِ آدم مختلف طبقات (classes) پر پیدا کی گئی ان میں سے کچھ مومن پیدا ہوئے، ایمان پر زندہ رہے اور مومن ہی مریں گے، کچھ کافر پیدا ہوئے کفر پر زندہ رہے اور کافر ہی مریں گے جبکہ کچھ مومن پیدا ہوئے مومنوں جیسی زندگی گزاری اور کفر پر مرے۔ کچھ کافر پیدا ہوئے، کافر زندہ رہے اور مومن ہو کر مرئیں گے۔
(ترمذی، کتاب الفتن، ۴/۸۱، حدیث: ۲۱۹۸)

---

(4) **جواب دیجئے:**

س۱) عاجزی کسے کہتے ہیں؟

س۲) عاجزی کی عادت کیسے بنے؟

www.farzuloom.net

اللہ پاک کی خفیہ تدبیر کسے کہتے ہیں؟:

اللہ پاک کے پوشیدہ اَفعال (یعنی ایسے کام جو ہم پر ظاہر نہیں، ہم جانتے نہیں، ان میں) سے واقع ہونے والے کچھ اَفعال (یعنی ایسی کسی بات کے ظاہر ہو جانے) کو اس کی خفیہ تدبیر کہتے ہیں اور اس سے ڈرنا اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا کہلاتا ہے۔(احیاء العلوم، ۴/ ۵۰۴، ۵۰۵ ماخوذاً)

اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا ضروری ہے:

اللہ پاک کی رحمت پر بھروسہ (trust) کرتے ہوئے گناہ کرتے رہنا اور اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا کبیرہ گناہ ہے۔(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ۱/ ۱۸۵) یعنی اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا واجب اور لازم ہے۔

تفصیل (یعنی وضاحت۔explanation):

امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں ، جس کا خلاصہ ہے کہ: گناہ گار مومن اس طرح دھوکے میں پڑ جاتے ہیں کہ وہ یہ کہتے ہیں "اللہ پاک کریم ہے اور مجھے اس سے بخشش (اور معافی) کی اُمید (hope) ہے، پھر اس بات پر بھروسہ (trust) کرکے (نیک) اعمال سے دور ہو جاتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اللہ پاک کی نعمتیں (blessings) بہت ہیں اور رحمت و کرم بہت زیادہ ہے، اس کی رحمت کے سمندر کے سامنے بندوں کے گناہ کچھ بھی نہیں ہیں ۔ ہم اللہ پاک کو ماننے والے مومن ہیں اور ایمان کے وسیلے سے اس کی رحمت کی اُمید (hope) رکھتے ہیں۔ یہ بھی اللہ پاک کی ذات پر دھوکہ ہے کیونکہ اللہ پاک نیک لوگوں کو پسند فرماتا اور گناہگار کو ناپسند فرماتا ہے۔(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغرور، ۳/ ۴۷۲-۴۷۱، ملتقطاً)

امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه کچھ اس طرح فرماتے ہیں: سرمایہ داروں وغیرہ کے ساتھ ساتھ بیماروں اور مصیبت کے ماروں کو بھی اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا لازمی ہے کہ ہو سکتا ہے ان آفتوں (یعنی مشکلوں) کے ذریعے آزمائش (یعنی امتحان) میں ڈالا گیا ہو اور ناجائز گِلہ شکوہ (یعنی شکایت)، غیر شرعی بے صبری اور غربت و مصیبت کو ناجائز طریقوں سے ختم کرنے کی کوششیں آخرت کی تباہی کا سبب (reason) بن سکتی ہے۔(پیٹ کا قفل مدینہ، ص ۶۸۳ ملخصاً)

اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنے کی نشانی (sign):

www.farzuloom.net

خود کو کسی سے افضل (یعنی بہتر) سمجھنا جہالت اور اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے بے خوفی کی علامت (پہچان۔symbol) ہے۔(احیاء العلوم، ۳/ ۱۰۳۴)

اللہ پاک کی خفیہ تدبیر کے خوف سے دور کرنے والی کچھ چیزیں:

(1) **تکبُّر(arrogance):** لوگوں کو وہی حقیر (یعنی گھٹیا اور کمتر) سمجھتا ہے کہ جو اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہوتا ہے (احیاء العلوم جلد ۳، ص ۱۰۳۱ ملخصاً) شیطان نے **ہزاروں سال عبادت** کی، اپنے علم اور عبادت کی وجہ سے فرشتوں کا اُستاد بن گیا تھا لیکن اس بدبخت (بُرے نصیب والے) کو تکبُّر لے ڈوبا اور وہ کافِر ہو گیا۔(برے خاتمے کے اسباب ص ۱۸ ملخصاً)

(2) **خود پسندی(self-regard):** خود پسند (یعنی اپنی خوبیوں کو اپنا کمال سمجھنے اور ان کے چلے جانے کا ڈر نہ رکھنے والا) شخص اللہ پاک کی خفیہ تدبیر اور اس کے عذاب سے بے خوف ہوتا ہے۔(احیاء العلوم جلد ۳، ص ۱۰۹۵ ملخصاً)

(3) **نعمتیں زیادہ ہونا:** حضرت حسن بصری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: اللہ پاک جس پر وسعت فرمائے (یعنی نعمتیں زیادہ کرے) اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ یہ اللہ پاک کی خفیہ تدبیر ہے تو وہ بالکل بے عقل ہے۔(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ۱/ ۱۸۵) بہت ساری نعمتیں دیکھ کر وہ سوچتا ہے کہ وہ اللہ پاک کے نزدیک بہت عزّت والا ہے حالانکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ دنیاوی نعمتیں اس کی ذِلّت (humiliation) و رُسوائی کی علامت(symbol) ہوں۔(احیاء العلوم جلد ۳، ص ۱۱۴۳ ملخصاً)

(4) **گناہوں کے راستوں کا آسان ہونا:** اللہ پاک گناہوں کے باوجود اگر کسی کی پکڑ نہیں فرماتا تو بندہ دنیا میں ملنے والی چھوٹ سے آخرت کو بھول جاتا ہے یہ بہت بڑا نقصان ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ ڈھیل سزا ہو تاکہ وہ گناہ میں مزید بڑھتا چلا جائے۔ گناہ کے راستے آسان ہونے کی وجہ سے گناہوں میں مصروف(busy) رہنا، اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے بے خبر اور بے خوف ہونے کی وجہ سے ہے۔(احیاء العلوم جلد ۴، ص ۹۷ ماخوذاً)

اللہ پاک کی خفیہ تدبیر کا خوف رکھنے کے کچھ طریقے:

{}بزرگانِ دین کے واقعات پڑھیں: عام طور پر ہم لوگ اللہ پاک کے خوف سے دور رہتے ہیں تو ہمارے لیے ایسے اسباب حاصل کرنا(مثلاً بزرگانِ دین کے خوفِ خدا کے واقعات پڑھنا، سننا) اللہ پاک کی خفیہ تدبیر کے خوف میں اضافے کا سبب (reason) ہے(احیاء العلوم جلد ۴، ص ۴۸۲ ماخوذاً)

(1) حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام ایک مرتبہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس روتے ہوئے حاضر ہوئے تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا: اے جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام! تمہیں کس چیز نے رلا دیا؟ انہوں نے عرض کی: جب سے اللہ پاک نے جہنّم کو پیدا فرمایا ہے، میری آنکھیں اُس وقت سے کبھی اس خوف کی وجہ سے خشک نہیں ہوئیں کہ کہیں مجھ سے کوئی نافرمانی نہ ہو جائے اور میں جہنّم میں ڈال دیا جاؤں۔(شعب الایمان، ۱/ ۵۲۱، الحدیث: ۹۱۵)

(2)...جب ابلیس (یعنی شیطان) کے برباد ہونے کا واقعہ ہوا تو حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام رونے لگے تو اللہ پاک نے پوچھا (حالانکہ وہ سب جانتا ہے) تم کیوں روتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: اے ربّ! ہم تیری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا: تم اسی حالت پر رہنا (یعنی کبھی مجھ سے بے خوف مت ہونا)۔(احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، ۴/ ۲۲۳)

(3) ... حضرت حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ چالیس (40) سال تک نہیں ہنسے، جب ان کو بیٹھے ہوئے دیکھا جاتا تو ایسا لگتا کہ جیسے ایک قیدی (prisoner) ہیں جسے گردن اڑانے (یعنی قتل کرنے) کے لئے لایا گیا ہو، اور جب بات کرتے تو انداز (style) ایسا ہوتا جیسے آخرت کو آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر بتا رہے ہیں، اور جب خاموش رہتے تو ایسا لگتا کہ جیسے ان کی آنکھوں میں آگ ہے، جب اُن سے اتنا ڈرنے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر اللہ پاک نے میرے بعض ناپسندیدہ اعمال کو دیکھ کر مجھ پر غضب فرمایا اور یہ فرما دیا کہ جاؤ! میں تمہیں نہیں بخشتا تو میرا کیا بنے گا؟(احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، ۴/ ۲۳۱ ملخصاً)

{}**علماء کے بیانات:** مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: ایک شخص اپنے گھر سے اس حال میں نکلتا ہے کہ اس پر تہامہ (ایک بہت بڑے) پہاڑ کے برابر گناہ ہوتے ہیں، جب وہ کسی عالم (کے بیان) کو سنتا ہے تو اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرتا اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور اس حال میں گھر واپس آتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا تم علما کی مجالس سے دور نہ رہو کیونکہ اللہ پاک نے زمین پر علما کی مجلس سے زیادہ عزّت والی کوئی جگہ نہیں بنائی۔ (احیاء العلوم جلد ۱، ص ۱۰۳۹)

{}**اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے غافل نہ ہونا:** ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ موت کے قریب تھے، شیطان آیا اور ان سے کہنے لگا: تم مجھ سے بچ کر نکل گئے۔ فرمایا: ابھی نہیں (کیونکہ ابھی بھی میں زندہ ہوں اور تو وسوسہ ڈال سکتا ہے)۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ باعمل مُخلص (کہ جن کا عمل اللہ پاک کے لیے ہی ہوتا ہے، ایسے) عُلَماء کے علاوہ سب لوگ ہلاکت (یعنی تباہی) میں ہیں اور ان کے لئے بھی بہت بڑا خطرہ ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳، ص ۱۲۳۳)

نوٹ: اللہ پاک کی خفیہ تدبیر کے بارے میں مزید جاننے کے لئے **"احیاء العلوم جلد ۳"** کو پڑھ لیجئے۔ (5)

---

06 "اسراف"

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ Translation:) "اور فضول خرچی نہ کرو بیشک وہ (یعنی اللہ) فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا"۔ (ترجمہ کنز العرفان) (پ ۸، الانعام: ۱۴۱)

علماء کرام فضول خرچی کی مُختلف صورتیں (different cases) بیان فرماتے ہیں:

---

(5) **جواب دیجئے:**

س۱) اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے کیا مراد ہے؟

س۲) اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے خوف کا ذہن کیسے بنے؟

(1) اگر سب مال خرچ کرڈالا اور اپنے گھر والوں کو کچھ نہ دیا اور خود فقیر بن بیٹھا تو یہ خرچ بے جا ہے۔
(2) اگر صدقہ (زکوۃ وغیرہ) دینے ہی سے ہاتھ روک لیا (اور دوسری جگہ خرچ کرتا رہا) تو یہ بھی بے جا خرچ اور اسراف میں داخل ہے۔
(3) اللہ پاک کی اطاعت (obedience) کے علاوہ کسی اور کام میں جو مال خرچ کیا جائے وہ تھوڑا بھی ہو تو اسراف ہے (یعنی گناہ کے کاموں میں تھوڑا سا خرچ کرنا بھی اسراف ہے)۔
(4) اللہ پاک کے حق میں کوتاہی کرنا اسراف ہے اور اگر ابو قُبیس (مکّہ شریف کا ایک) پہاڑ برابر سونا ہو اور اس تمام کو اللہ پاک کی راہ میں خرچ کر دو تو اسراف نہ ہو گا اور ایک درہم گناہ میں خرچ کرو تو وہ اسراف ہے۔
(خازن، الانعام، تحت الآیۃ: ۱۴۱، ۲/ ۶۳-۶۲، ملخصاً)

فرامینِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

(1) فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قِیامت کے دِن اِنسان کے قدم نہ ہٹیں گے حتی کہ اُس سے پانچ (5) چیزوں کے بارے میں سُوال کیا جائے گا: (۱): اس کی عُمر کے بارے میں کہ کِن کاموں میں گزاری (۲): اس کی جوانی کے بارے میں سوال ہو گا کہ کس طرح گُزاری (۳،۴): اس کے **مال کے حوالے سے کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا** اور (۵): اپنے عِلْم پر کتنا عَمَل کیا۔ (ترمذی، ص ۵۷۴، حدیث: ۲۴۱۶)
(2) اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے پاس سے گزرے تو وہ وُضو کر رہے تھے۔ فرمایا، یہ اسراف کیسا؟ عَرض کی، کیا وضو میں بھی اِسراف ہے؟ فرمایا: ہاں اگر چہ تم جاری (یعنی بہتی ہوئی) نَہر (canal) پر ہو۔ (سُنَنِ اِبن ماجہ ج ۱ ص ۲۵۴ حدیث ۴۲۵)

تفصیل (یعنی وضاحت۔explanation):

علماء کرام وضو میں اسراف کی مُختلف صورتیں (different cases) بتائی ہیں:
(1) یہ سمجھتے ہوئے تین (3) سے زیادہ مرتبہ جسم (منہ یا ہاتھ یا پاؤں) دھونا کہ سنّت زیادہ دھونے ہی سے ادا

ہو گی۔
ظاہر ہے کہ اس نیّت سے نہر(canal) نہیں سمندر(sea) میں سے ایک چلو(ہاتھ کی مُٹھی میں) پانی لیناہی نہیں بلکہ ایک قطرہ(drop) زیادہ لینا اسراف وگناہ وناجائز ہو گا کہ اصل گناہ اس نیّت میں ہے، گناہ کی نیّت سے جو کچھ کرے گا سب گناہ ہو گا۔(فتاویٰ رضویہ، جلد ا، ص ۹۸۹ ملخصاً)
(2) جان بوجھ کر، کسی صحیح اور جائز مقصد(کام) کیلئے تین(3) مرتبہ سے زیادہ دھونا اسراف نہیں جیسے منہ سے بدبو دور کرنے یا پان یا چھالیہ کے ذرّے نکالنے کے لیے زیادہ کُلیاں کرنا، یا ایک نماز کے بعد اگلی نماز کے لیے وضو پر وضو کرنا یا جسم سے میل یا گرمی دور کرنے کے لیے تین(3) سے زیادہ مرتبہ مُنہ دھونا، اسراف نہیں بلکہ جائز ہے۔(فتاویٰ رضویہ، جلد ا، ص ۹۹۰ ملخصاً)
(3) وضو کرنے والے کو یاد نہیں کہ تین(3) بار پانی ڈالا یا دو(2) بار تو اب شریعت اس بات کو پسند کرتی ہے کہ وہ ایک مرتبہ مزید(one more time) دھوئے۔ اسی طرح اسے یہ تو یاد ہے کہ تین(3) بار دھویا ہے مگر یہ یاد نہیں کہ ہر مرتبہ مکمل دھویا ہے یا نہیں تو اب بھی ایک مرتبہ مزید دھوئے۔
(4) وضو کرنے والے کو یاد ہے کہ تین(3) بار پانی ڈالا ہے اور مکمل دھویا ہے مگر اُسے شک ہے تو یہ شک شیطانی وسوسہ ہے، اس صورت میں مزید دھونے اور اس کے لیے پانی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔(فتاویٰ رضویہ، جلد ا، ص ۶۲۳ ماخوذاً)
(5) شریعت کی اجازت کے بغیر اجازت تین(3) مرتبہ سے زیادہ دھونے میں اگر پانی ضائع(waste) ہو جائے تو اب یہ مکروہ تحریمی، ناجائز وگناہ ہے چاہے تین(3) سے زیادہ مرتبہ دھونے کو سنّت نہ بھی سمجھے تب بھی گناہ گار ہے۔
(6) اگر تین(3) مرتبہ سے زیادہ دھونے میں نہ سنّت کی نیّت ہو اور کوئی ضرورت بھی نہ ہو لیکن وہ پانی ضائع(waste) نہیں ہوتا(مثلاً بلاوجہ چوتھی بار(fourth time) پانی اس طرح ڈالے کہ نہر(canal) میں گرے یا کسی درخت پر گرے کہ جس درخت پر پانی ڈالنا ہو یا کسی برتن میں جس کا پانی جانوروں کو پلایا جائے گا یا اُس

سے (mud) گارا بنایا جائے گا یا زمین ہی پر گرا مگر گرمی کا موسم ہے اور زمین پر پانی ڈالنے کی ضرورت ہے وغیرہ) تو اس طرح تین (3) سے زیادہ مرتبہ دھونا ادب کے خلاف ہے اور اگر اس کی عادت بنالی تو یہ عادت مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱(ب)، ص ۹۹۰، ۱۰۳۰ ملخصاً)

اسراف کسے کہتے ہیں؟:

جس جگہ شرعاً، عادۃً (common habit) یا مروۃً (common practice) اچھے اخلاق کے تقاضے (requirement) کو پورا کرتے ہوئے) خرچ کرنا منع ہو وہاں خرچ کرنا (مثلاً گناہ پر خرچ کرنا، دوستوں پر اس طرح خرچ کرنا کہ اپنے بچوں کے لیے بھی نہ بچانا) اِسراف کہلاتا ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج ۲، ص ۲۸ ملخصاً) صرف دو (2) صورتوں میں اِسراف ناجائز و گناہ ہوتا ہے ایک (۱) یہ کہ مال کو کسی گناہ میں استعمال کرنا یا (۲) مال ضائع (waste) کرنا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، ص ۹۴۰ ماخوذاً)

اسراف کی کچھ مثالیں:

(1) جس کام کے لیے چلّو (ہاتھ کی مُٹھی میں) میں پانی لیں اُس کا اندازہ رکھیں ضرورت سے زیادہ نہ لیں مثلاً ناک میں پانی ڈالنے کے لیے آدھا چلّو کافی ہے تو پورا چلّو نہ لے (اسی طرح لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اسے نہ پھینکے) ورنہ اِسراف ہوگا۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، صفحہ ۳۰۲، مسئلہ ۸۵ مع ج ۱۶، ص ۳۸۷، مسئلہ ۴)

(2) روٹی کا کَنارا توڑ کر ڈال دینا (کہ کوئی استعمال نہ کرے) اور بیچ کا حصّہ کھالینا (یا لقمہ چھوٹ کر دستر خوان پر گر گیا، اسے چھوڑ دینا) اسراف ہے۔ ہاں اگر کَنارے کچّے رہ گئے ہیں، اِس کے کھانے سے نقصان ہوگا تو توڑ سکتا ہے۔ (بہار شریعت ح ۱۶، ص ۳۷۷ پوائنٹ ۱۶، ۱۹ ملخصاً)

(3) ایک قسم کا کھانا ہوگا تو اپنی بھوک کے مطابق نہ کھا سکے گا طبیعت گھبرا جائے گی، لہٰذا کئی قسم کے کھانے تیار کراتا ہے کہ سب میں سے کچھ کچھ کھا کر ضرورت پوری کر لے گا، اس لیے کئی قسم کے کھانے بنوانے میں حرج نہیں یا لوگوں کی مہمان نوازی کے لیے بنوانا کہ وہ سب کھانے استعمال ہو جائیں گے تو اس میں بھی حرج نہیں اور

www.farzuloom.net

اگر سب کھانے استعمال نہیں ہوتے، ضائع (waste) بھی ہو جاتے ہیں تو اسراف ہے۔ (بہارِ شریعت ح ١٦، ص ٣٧٦، مسئلہ ١٣ ملخصاً)

(4) آتشبازی اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔

(5) کھانے کا اس طرح لُٹانا (کہ جو لوٹنے والوں کے پیروں میں بہت سارا خراب ہو کر مٹی میں مل گیا) بے ادبی، محرومی، مال کا ضائع (waste) کرنا اور حرام ہے۔

(6) بہت زیادہ روشنی کرنا اگر اُس کا شرعی مقصد (یعنی شرعی اجازت) نہ ہو تو وہ بھی اسراف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ٢٤، ص ١١٣ ملخصاً)

اسراف میں بھلائی (goodness) نہیں:

(1) اگر وقف (مسجد، مدرسے کے) پانی سے وضو کیا تو زیادہ خرچ کرنا حرام ہے اور مدارس کا پانی اسی قسم کا ہوتا ہے جو کہ صرف ان ہی لوگوں کیلئے وقف ہوتا ہے جو شرعی (اصولوں کے مطابق) وضو کرتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ١، ص ٦٥٨ ملخصاً) گھر میں خوب مَشق (practice) کر کے شَرعی وُضو سیکھ لیجیے تاکہ مسجِد کے پانی کا اِسراف کر کے گناہ گار نہ ہوں۔ (وضو کا طریقہ ص ٤٥ ملخصًا)

(2) اسراف میں جب شریعت کے خلاف خرچ کیا جائے (مثلاً فلمیں وغیرہ دیکھنے میں رقم خرچ کرنا) تو حرام ہے اور اسراف میں جب مُروّت کے خلاف (یعنی اچھے اخلاق کے تقاضے (requirement) کو چھوڑ کر) خرچ کیا جائے (جیسے بچوں کو روزانہ ایک ہی طرح کا کھانا کھلانا لیکن دوستوں کو بار بار طرح طرح کے کھانے کھلانا تاکہ ان کی طرف سے ہونے والی دعوت میں بھی اچھا کھانے کو ملے) تو یہ مکروہ تنزیہی اور ناپسندیدہ ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج ٢، ص ٢٨، ماخوذاً)

(3) بھلائی کے کاموں میں خَرچ کرنا مثلاً عیدِ میلاد النبی پر گھروں، گلیوں اور محلوں کو سجانا، چَراغاں کرنا اِسراف نہیں ۔ عُلَما فرماتے ہیں: لَا خَيْرَ فِي الْاِسْرَافِ وَلَا اِسْرَافَ فِي الْخَيْرِ یعنی اِسراف میں کوئی بھلائی (goodness) نہیں اور بھلائی کے کاموں میں کوئی اِسراف نہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ١٧٤)

www.farzuloom.net

نوٹ: شادی یا جشنِ ولادت کی خوشی میں گھروں وغیرہ کو سجانے کے لیے، چوری کی بجلی استعمال کرنا ناجائز و گناہ اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

اسراف کی طرف لے جانے والی کچھ چیزیں:

(1) عِلمِ دِین سے دُوری (2) غُرور و تکبُّر (arrogance) (3): اپنی واہ واہ کی خواہش (desire) (4): غَفلَت (لاپرواہی۔ carelessness)

اسراف سے بچنے کا ذہن بنانے کے لیے:

اسراف کی طرف لے کر جانے والی چیزوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ غور و فکر کیجئے کہ کیا چیز زیادہ استعمال ہو رہی ہے اور اُسے کیسے کم کیا جائے:

{1} **وُضو** کرنے سے پہلے پانی جسم پر چیڑ (یعنی مَل) لیں اور وضو کے دوران نل (faucet) احتیاط سے کھولئے کہ ایک ہاتھ نل کے اوپر رکھئے اور ضَرورت پوری ہونے پر بار بار نل بند کرتے رہیئے۔

{2} **بالخصوص** سردیوں میں وُضو یا غُسل کرنے نیز برتن اور کپڑے وغیرہ دھونے کیلئے گرم پانی حاصل کرنے کے لیے نل کھول کر پائپ میں جمع شُدہ ٹھنڈا پانی یوں ہی چھینک دینے کے بجائے کسی برتن میں پہلے نکال لیں۔

{3} **ہاتھ** یا منہ دھونے کیلئے صابون کا جھاگ بنانے کیلئے چلّو میں پانی کے تھوڑے قطرے (drops) ڈال کر صابون لیکر جھاگ بنایا جاسکتا ہے اگر پہلے سے صابون ہاتھ میں لے کر پانی ڈالیں گے تو پانی زِیادہ خرچ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اِستعمال کے بعد ایسی صابون دانی (soap dish) میں صابون رکھئے جس میں پانی بالکل نہ ہو تا کہ پانی کی وجہ سے صابن جلدی ختم نہ ہو جائے۔

{4} پی لینے کے بعد گلاس میں بچا ہوا پانی پھینک دینے کے بجائے دوسرے کو پلا دیجئے یا کسی اور استعمال میں لیجئے۔ (وضو کا طریقہ ص ۴۶،۴۷)

نوٹ: اِسراف کی بَعض صورتوں کی مَعلُومات حاصل کرنے کے لئے شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنت حضرت علّامہ مولانا ابوبِلال محمد اِلیاس عطار قادِری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رِسالہ **بجلی اِستِعمال کرنے کے مدنی پھول** اور **وُضو کا طریقہ**، صفحہ

www.farzuloom.net

37 تا 48 کو پڑھ لیجیے۔[6]

---

07 ”ایثار“

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ Translation:)”اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح (priority) دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود حاجت (یعنی ضرورت) ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچالیا گیا تو وہی لوگ کامیاب ہیں“۔ (ترجمۂ کنزالعرفان) (پ۲۸، الحشر:۹) عُلَما فرماتے ہیں: اِس آیت میں انصار (یعنی جو پہلے ہی سے مدینے پاک میں رہتے تھے، اُن) صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہے، ان کا حال (condition) یہ ہے کہ وہ اپنی طرف (مکّہ شریف چھوڑ کر مدینہ پاک میں آنے والوں یعنی) ہجرت کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور اپنے گھروں میں انہیں جگہ دیتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے آدھا مال دیتے ہیں اور اپنے گھر ایثار (یعنی ضرورت ہونے کے باوجود انہیں دے) کرکے مہاجرین (یعنی ہجرت کرکے آنے والوں) کو اپنی جانوں سے زیادہ اہمیّت (importance) دیتے ہیں۔ (ماخوذ از صراط الجنان، ۱۰/۷۴)

احادیثِ مُبارکہ:

(1) فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جو شخص کسی چیز کی خواہش (desire) رکھتا ہو پھر وہ اپنی خواہش چھوڑ دے اور دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح (اہمیّت) دے تو اللہ پاک اُس کی بخشش فرمادے گا۔ (تاریخ دمشق، ۳۱/۱۴۲)

(2) ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک مقام سے دو (2) مسواکیں حاصل کیں جن میں سے ایک (1)

---

(6) **جواب دیجیے:**

س۱) اسراف کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟

س۲) اسراف کی مثالیں بیان کریں۔

www.farzuloom.net

کچھ جھکی ہوئی (یعنی ٹیڑھی) تھی اور دوسری سیدھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سیدھی مسواک صحابی کو دے دی اور جھکی ہوئی اپنے لئے رکھ لی۔ ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ!) اللہ پاک کی قسم! آپ سیدھی مسواک کے زیادہ حقدار (entitled) ہیں۔ فرمایا: جب بھی کوئی شخص کسی کی رَفاقت (یعنی ساتھ) اختیار کرتا ہے اگرچہ دِن کی ایک ساعت (یعنی گھڑی بھر) ہو، تو قیامت کے دن اُس کے بارے میں سُوال کیا جائے گا۔ (احیاء العلوم، کتاب آداب الالفۃ والاخوۃ، ۲/۲۱۸ دار صادر بیروت)

ایثار کسے کہتے ہیں؟:

فائدہ حاصل کرنے یا نقصان سے بچنے میں اپنے آپ پر کسی اور کو اہمیّت (importance) دینا ایثار کہلاتا ہے۔ (کتاب التعریفات، باب الالف، ص ۳۱) شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے "مدینے کی مچھلی" کے صفحہ 3 پر فرماتے ہیں: ایثار کا معنی ہے: دوسروں کی خواہش (desire) اور حاجت (یعنی ضرورت) کو اپنی خواہش و حاجت پر ترجیح (اہمیّت) دینا۔

ایثار کی ایک مثال:

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے تحفے میں ایک صحابی کے گھر بکری کا سر بھیجا، انہوں نے کسی دوسرے صحابی کو اپنے سے زیادہ ضرورت مند (needy) سمجھتے ہوئے وہ سر ان کے گھر بھیج دیا، ان صحابی نے کسی اور صحابی کو اپنے سے زیادہ ضرورت مند (needy) سمجھتے ہوئے وہ سر ان کے گھر بھیج دیا، اس طرح وہ سر کئی گھروں سے ہوتے ہوئے انہی پہلے صحابی کے گھر پہنچ گیا کہ جہاں سے بھیجا گیا تھا۔

(مستدرک، تفسیر سورۃ الحشر، قصۃ ایثار الصحابۃ، ۳/۲۹۹، حدیث: ۳۸۵۲ دار المعرفۃ بیروت)

ایثار کے لیے ضروری ہے:

ایک مرتبہ حضرت ابو عبدُاللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اپنے کسی بھائی کی اہم ضرورت پوری کی تو بعد میں وہ تحفہ لے کر آپ کے پاس حاضر ہوئے، حضرت ابو عبدُاللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اُس

www.farzuloom.net

احسان(favor) کا بدلہ جو آپ نے مجھ پر کیا ہے۔ تو فرمایا: اپنا مال اپنے پاس رکھو اللہ پاک تمہاری مغفرت فرمائے۔ جب تم اپنے بھائی کو اپنی ضرورت بتاؤ اور وہ اسے پورا کرنے کی کوشش نہ کرے تو وضو کرو اور اس پر چار تکبیرات (یعنی نمازِ جنازہ) پڑھو اور اسے مردہ شمار کرو۔ (احیاء العلوم، جلد ۲، ص ۶۳۵)

امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: انسان کو چاہیے اپنے دوست کی ضرورت کو اپنی ضرورت کی طرح سمجھے یا اس سے بھی اہم(important) اور ضرورت کے وقت اس کی خیریت پوچھے، اس کے حالت(condition) سے باخبر(informed) رہے جیسا کہ اپنے حالت سے باخبر رہتا ہے، اسے کچھ مانگنے یا اپنی ضرورت بتانے سے پہلے اس کا کام کر دے، اپنی طرف سے کچھ دینے کو اتنا چھپائے جیسے خود کو بھی علم نہیں (کہ میں نے اس کی مدد کی ہے)، اس مدد کو دوست پر احسان(favor) نہ سمجھے بلکہ اپنی خدمت (تحفہ وغیرہ) قبول کرنے پر اس کا شکریہ ادا کرے اور صرف اس کی ضرورت ہی پوری نہ کرے بلکہ اس سے بہت عزّت اور احترام(respect) سے پیش آئے، ایثار کرے (یعنی ضرورت ہونے کے باوجود انہیں مال دے) اور اپنے رشتہ داروں اور اولاد سے زیادہ اہمیّت(importance) دے۔ (احیاء العلوم، جلد ۲، ص ۶۳۷، ۶۳۶ ملخصاً)

ایثار سے دور کرنے والی کچھ چیزیں:

(1) حرص اور لالچ(greed) (2) دنیا کی محبّت (3) مال کم ہو جانے کا ڈر (4) بُخل اور کنجوسی(stinginess)۔ وغیرہ

ایثار کے کچھ فائدے:

{} ایثار کی عادت سے احترامِ مسلم(Muslims respect) میں اضافہ ہوتا ہے {} ایثار کی عادت سے صدقہ و خیرات کرنا آسان ہو جاتا ہے {} ایثار کی عادت سے لوگوں کے دلوں میں محبّت پیدا ہوتی ہے {} ایثار کی عادت سے مال و دولت کی محبّت میں کمی آتی ہے۔ وغیرہ

ایثار کی عادت بنانے کے کچھ طریقے:

{} یہ ذہن بنائیں کہ ایثار کرنا جنّت میں لے جانے والا کام ہے، اگر کسی اور کو اپنے اوپر اہمیّت(importance)

دے کر کوئی چیز دیں گے اور ہماری بخشش (یعنی معافی) ہو جائے تو یقیناً یہ بات فائدے والی ہے (**یاد رہے!**
چھوٹے بچے اپنی چیزیں کسی کو نہیں دے سکتے) {} اچھا مسلمان وہی ہوتا ہے کہ جو اپنے لیے پسند کرے وہی
دوسرے مسلمان کے لیے بھی پسند کرے تو اچھا مسلمان بننے کے لیے ایثار کرنا چاہیے {} یوں ذِہن بنایئے کہ
میں اگر اپنی پسندیدہ چیز (favorite thing) دوسرے کو دوں گا تو یہ بھلائی (goodness) حاصل کرنے
والی بات ہے اور قرآن پاک نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی ہے، ترجمہ (Translation): تم ہر گز بھلائی کو نہیں پا
سکو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔ (پ۴، سورۃ
آل عمران، آیت ۹۲) {} اللہ پاک کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لیے، اللہ پاک کا دیا ہوا مال، ضرورت
ہونے کے باوجود اپنے دینی بھائی کو دیں کہ یہ مال بھی تو اللہ پاک ہی نے دیا ہے {} اِس طرح بھی سوچیے کہ ایثار
در حقیقت ایک انویسٹمنٹ (investment) ہے جس کا فائدہ مجھے آخرت میں بہت زیادہ بڑھا کر دیا جائے گا، تو
آج موقع (opportunity) ہے، ہمیں ایثار کرنا چاہئے {} پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور بُزرگوں کے واقعات
پڑھیں گے تو اِنْ شَاءَ اللہ ایثار کرنے کا ذہن بنے گا {} کنجوس لوگوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا چھوڑ کر ایثار کرنے
والے عاشقانِ رسول کے ساتھ رہیں، اِنْ شَاءَ اللہ فائدہ ہو گا۔

نوٹ: ایثار کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنت حضرت علّامہ مولانا
ابوبِلال محمد اِلیاس عطار قادِری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے "مدینے کی مچھلی" کو پڑھیں۔ (7)

---

08 "دل کی سختی اور نرمی"

---

(7) **جواب دیجئے:**
س۱) ایثار کسے کہتے ہیں؟
س۲) ایثار اپنانے کا طریقہ کیا ہے؟

www.farzuloom.net

اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ Translation:)" پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہوگئے تو وہ پتھروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت ہیں اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں (rivers) بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں کہ جب پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے اعمال سے ہرگز بے خبر نہیں"۔(ترجمہ کنزالعرفان)(پ ۱، البقرۃ:۷۴)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانے میں موجود یہودیوں سے فرمایا گیا کہ اپنے باپوں کے عبرت (lesson) والے واقعات سننے کے بعد تمہارے دل حق (اور سچی) بات کو قبول کرنے کے معاملے میں سخت ہوگئے اور سختی میں پتھروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت ہیں کیونکہ پتھر بھی اثر قبول کرتے ہیں (accept the effect) کہ کچھ پتھروں سے ندیاں (rivers) جاری ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ جب پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو اللہ پاک کے ڈر سے اوپر سے نیچے گر پڑتے ہیں جبکہ تمہارے دل اللہ پاک کا حکم ماننے کے لئے نہ جھکتے ہیں نہ نرم ہوتے ہیں، نہ اللہ پاک سے ڈرتے ہیں اور نہ ہی وہ کام کرتے ہیں جس کا حکم دیا جاتا ہے اور یاد رکھو کہ اللہ پاک تمہارے اعمال سے ہرگز بے خبر (unaware) نہیں بلکہ وہ تمہیں ایک خاص وقت تک کے لئے مہلت (time) دے رہا ہے۔(روح البیان، البقرۃ، تحت الآیۃ:۷۴، ۱/۱۶۴-۱۶۳، جلالین، البقرۃ، تحت الآیۃ:۷۴، ص ۱۲، ملتقطاً)

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

شرم و حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنّت میں ہے اور فحش گوئی (بے حیائی کی باتیں) سخت دلی سے ہے اور سخت دلی آگ میں ہے۔ (ترمذی، کتاب البر والصلۃ، ۳/۴۰۶، الحدیث:۲۰۱۶)

دل کی نرمی کسے کہتے ہیں؟:

دل کا خوفِ خدا کی وجہ سے اِس طرح نرم ہونا کہ بندہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے اور نیکیوں میں مصروف (busy) کرلے، نصیحت اُس کے دل پر اَثر (affect) کرے، گناہوں سے دور ہو اور جو پہلے ہوئے

ہیں اُن پر شرمندگی (embarrassing) ہو، بندہ توبہ کی طرف توجّہ (attention) رکھے، شریعت نے اس پر جو جو حقوق (rights) لازم کیے ہیں ان کو اچھے طریقے سے پورا کرنے کے لیے تیار ہو، اپنے گھر والوں، رشتہ داروں اور اللہ پاک کی مخلوق پر شفقت، رحم اور نرمی کرے، مجموعی طور پر (overall) اس کیفیت کو **"دل کی نرمی "** کہا جاتا ہے۔ (نجات دلانے والے اعمال ص ۱۳۱)

دل کی سختی اور قساوت کسے کہتے ہیں؟:

موت و آخرت کو یاد نہ کرنے کی وجہ سے دل کا سخت ہو جانا قساوتِ قلبی ہے۔ اسی طرح دل کا اتنا سخت ہو جانا کہ طاقت ہونے کے باوجود کسی شرعی مجبور آدمی کو بھی کھانا نہ کھلائے تو یہ بھی قساوتِ قلبی ہے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ الحادیۃ والستون، ۱/ ۲۵۱)

دل کی سیاہی (یعنی کالا ہونے) کی ایک نشانی (sign):

امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: دل کی سیاہی (گناہوں وغیرہ کی وجہ سے دل کا کالا ہونے) کی علامت (پہچان۔symbol) یہ ہے کہ تمہیں گناہوں سے کوئی پریشانی نہ ہو، نیکیاں نہ کرپائے اور نصیحت سے بھی کوئی فائدہ نہ ملے۔ خبردار! کسی گناہ کو چھوٹا مت سمجھیں اور کبیرہ گناہوں کرتے رہنے کے باوجود خود کو توبہ کرنے والا مت سمجھیں۔ (منہاج العابدین ص ۵۴)

دل کی سختی کی ایک نشانی (sign):

نصیحت کرنے والے کے خلاف باتیں کرنا اور اس کی بُرائیاں کرنا۔ اس طرح کی بُرائیاں کرنے کی وجہ دل کی سختی ہے اور اس دل کی سختی کی وجہ سے گناہوں میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ سب ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳، ص ۱۹۶ ماخوذاً)

دل کی سختی کے نقصانات:

{} دل کی سختی کے باعث دل اور ذکر کے اثر کے درمیان گویا ایک پردہ حائل ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۵۷)

{} گناہ کی ابتداء، دل کی سختی سے ہوتی ہے۔ (منہاج العابدین ص ۵۳) **{}** دنیا میں بدبختی کی ایک علامت

(پہچان۔symbol)دل کی سختی ہے اور دنیا میں بھی سعادت(یعنی خوش نصیبی)کی ایک پہچان دل کی نرمی ہے۔
(روح البیان،ہود،تحت الآیۃ:۱۰۵،۴/۱۸۷،ملخصاً)

نرم دلی کی ایک نشانی(sign):

حضرت مَکْحُول دِمَشْقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا:لوگوں میں سب سے زیادہ نرم دل وہ شخص ہوتا ہے جس کے گناہ سب سے کم ہوں۔(الزھد للامام احمد بن حنبل،ص ۳۸۲،رقم:۲۲۸۳)

دل کی سختی کی طرف لے جانے والی کچھ چیزیں:

(1)لمبی اُمیدیں(long hope)،دل سخت کر دیتی ہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے: (Translation:)پھر ان پر مدّت دراز(یعنی لمبی)ہوگئی تو ان کے دل سخت ہوگئے(پ۲۷،سورۃ الحدید،آیت ۱۶)(ترجمہ کنزالعرفان)

(2)حدیث مبارکہ میں ہے:اپنے کھانے کو ذکر اور نماز کے ذریعے ہضم(digest)کرو اور کھانا کھا کر سو نہ جاؤ کہ اس طرح تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔(المعجم الاوسط،۳/۴۰۴،حدیث:۴۹۵۲)(احیاء العلوم جلد۳،ص۲۹۲)

(3)فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:زیادہ کھا پی کر اپنے دل کو مردہ مت کرو کیونکہ دل مردہ ہو جاتا ہے جس طرح کھیتی پر پانی زیادہ ہو جائے تو تباہ ہو جاتی ہے۔(عمدۃ القاری،۱۴/۳۸۵،حدیث ۵۳۷۴)

(4)فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: ذکرُ اللہ کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو کیونکہ ذکرُ اللہ کے بغیر زیادہ کلام دل کی سختی ہے اور سخت دل لوگ اللہ پاک(کی رحمت)سے سب سے زیادہ دور ہیں۔(ترمذی،کتاب الزھد،۴/۱۸۴،حدیث:۲۴۱۹)

(5)حضرت علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں:جو شخص چالیس(40)دن تک گوشت کھانا چھوڑ دے اس کی طبیعت و مزاج میں خرابی و بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اور جو چالیس(40)دن تک مسلسل گوشت کھاتا رہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔(احیاء العلوم جلد۳،ص۲۹۲)

(6)گناہوں کی عادت(احیاء العلوم جلد۳،ص۱۰۶۱)جو گناہ بالخصوص دل پر اثر کرتا ہے وہ حرام کا لقمہ کھانا ہے جبکہ حلال کا لقمہ کھانا دل کی صفائی کرتا اور دل کو بھلائی(goodness)کی طرف لے کر جانے میں اتنا اثر(effect)کرتا ہے کہ کوئی اور چیز اتنا اثر نہیں کرتی۔(ص۱۰۶۲)

(7)عبادت کی توفیق نہ ملنا(منہاج العابدین ص ۴۲) بے نمازیوں کو اس پر غور کرنا چاہیے۔

دل میں نرمی پیدا کرنے کے کچھ طریقے:

{}فرمانِ آخری نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: کم ہنسنے اور کم کھانے کے ذریعے اپنے دلوں کو زندہ کرو اور بھوکا رہنے کے ذریعے انہیں پاک کرو تو یہ صاف اور نرم ہو جائیں گے۔(تذکرۃ الموضوعات، ص ۱۵۱) {}فرمانِ آخری نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ زیارتِ قبور دل کی نرمی، اَشک باری(یعنی رونے کا سبب) اور آخرت کی یاد دلانے والی ہے۔(مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ۴/۴۷۳، حدیث: ۱۳۴۸۷) {}ایک شخص نے پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو دل سخت ہونے کی شکایت کی تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر تو دل کی نرمی چاہتا ہے تو مسکین کو کھانا کھلا اور یتیم (orphan) کے سر پر ہاتھ پھیر۔(البر والصلۃ لابن جوزی، ص ۲۳۳، حدیث: ۴۰۳) {}حضرتِ عائشہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سے ایک خاتون نے دِل کے سخت ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: موت کو کثرت سے (یعنی بہت زیادہ) یاد کیا کر تیرا دِل نرم ہو جائے گا۔ جب اس عورت نے ایسا کیا تو اس کا دِل نرم ہو گیا تو اس نے اُمُّ المؤمنین حضرتِ عائشہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کا شکریہ ادا کیا۔(اَلرَّوْضُ الْفَائِق ص ۲۳) {}جس طرح بارش سے زمین کو زندگی حاصل ہوتی ہے ایسے ہی اللہ پاک کے ذکر سے دِل زندہ ہوتے ہیں۔(خازن، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۷، ۴/ ۲۳۰، مدارک، الحدید، تحت الآیۃ: ۱۷، ص ۱۲۱۰، ملتقطاً) {}ایک شخص نے حضرت حسن بصری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے دل سخت ہونے کی شکایت کی تو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: (اللہ پاک کے) ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوا کرو۔(احیاء العلوم، ج ۱، ص ۱۰۳۹) {}جنازوں کو عبرت (lesson) کی نگاہ سے دیکھنا دل کی سختی کو دور کرتا ہے۔ بندہ جب بھی کسی جنازے کو دیکھے تو خود کو اس میں خیال کرے کیونکہ عنقریب (soon) اس کا بھی جنازہ اٹھے گا یا تو آج یا ہو سکتا ہے کل یا پھر پرسوں (احیاء العلوم، ج ۵، ص ۵۸۴ ماخوذاً) {}تَہَجُّد اور رات عبادت کے ذریعے (احیاء العلوم، ج ۵، ص ۴۰۲ ماخوذاً) {}خوف خدا رکھنے والوں کے واقعات کو سننے سے اُمید (hope) ہے کہ دل کی سختی بہت زیادہ دور ہو جائے گی۔(احیاء العلوم، ج ۴، ص ۵۳۰ ماخوذاً)

www.farzuloom.net

نوٹ: دل کی سختی اور نرمی کی تفصیل جاننے کے لئے "**احیاء العلوم جلد ۳**" اور "**جلد ۴**" کو پڑھ لیجئے۔[8]

---

09 "بے جا مذاق"

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ Translation:) "بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو فضول بات سے منہ پھیرنے والے ہیں"۔ (ترجمہ کنزالعرفان) (پ۱۸، سورۃ المؤمنین، آیت ۱ تا ۳) علماء فرماتے ہیں کہ: کامیاب مومن میں ایک بات یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ لغو سے بچتا ہے۔ علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لغو سے مراد ہر وہ بات، ناپسندیدہ کام یا جائز کام ہے کہ جس کا مسلمان کو دینی یا دُنیوی کوئی فائدہ نہ ہو جیسے مذاق مَسخری وغیرہ۔ (صاوی، المؤمنون، تحت الآیۃ: ۳، ۴/ ۱۳۵۶-۱۳۵۷ مُلخصاً)

فرامینِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:

(1) فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو، نہ اس سے مذاق کرو اور اس سے وعدہ کرو تو اس کی خلاف ورزی نہ کرو۔ (جامع الترمذی، الحدیث ۱۹۹۵، ص ۱۸۵۲)

(2) فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: میں مزاح کرتا ہوں، لیکن حق بات کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔

(أخلاق النبی لابی الشیخ الاصبھانی، الحدیث ۱۷۴، ج۱، ص ۱۸۶)

تفصیل (یعنی وضاحت۔explanation):

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان یہ تھی کہ مزاح بھی فرماتے اور جھوٹ بھی نہ ہوتا جبکہ دیگر لوگ جب مزاح

---

(8) **جواب دیجئے:**

س۱) دل کی نرمی اور سختی کسے کہتے ہیں؟

س۲) دل کی سختی کے اسباب اور دل کی نرمی اپنانے کا طریقہ کیا ہے؟

www.farzuloom.net

شروع کرتے ہیں تو ان کا مقصد (aim) لوگوں کو ہنسانا ہوتا ہے خواہ کیسے بھی ہو۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ایک شخص کوئی ایسی (جھوٹی) بات کہتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو ہنساتا ہے، لیکن وہ اسے آسمان اور زمین کے فاصلے سے بھی زیادہ فاصلے تک (یعنی اتنا دور) جہنّم میں لے جائے گی۔

(مجمع الزوائد، ج۸، ص۱۷۹، رقم:۱۳۱۴۹)(احیاء العلوم ج۳، ص۲۸۳)

مزاق اور مزاح کسے کہتے ہیں؟:

مزاح خوش دلی سے بات کرنے کو کہتے ہیں۔ ایسی بات جس سے اپنا اور سننے والے کا دل خوش ہو جائے، کسی کو تکلیف نہ پہنچے، بات بھی شریعت کے خلاف نہ ہو اور سَخرِیَّہ یہ ہے کہ جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچے جیسے کسی کا مذاق اڑانا۔ مزاح اچھی چیز ہے سَخرِیَّہ (یعنی مذاق) بری بات ہے۔ (مراۃ جلد ۶، ص۱۷۴ بتغیر)

تفصیل (یعنی وضاحت۔explanation):

جن احادیث میں ہے کہ حضور انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مِزاح سے منع فرمایا وہاں سَخرِیَّہ مراد ہے یا ہمیشہ دل لگی کرتے رہنا، ہنستے ہنساتے رہنا کہ اس سے دل مردہ ہوتا ہے غفلت (لاپرواہی۔carelessness) آجاتی ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کبھی کبھی خوش طبعی (یعنی مزاح) کرنا ثابت ہے اسی لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنت مُستحَبَّہ (اور ثواب) ہے۔ (مراۃ جلد ۶، ص۱۷۴ مُلخصاً) حضور انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا مِزاح (یعنی خوش طبعی کی باتیں کرنا) بھی دین (کا حصّہ) تھیں کیونکہ یہ میں بھی تبلیغ تھی (یعنی اُمت کو مِزاح کا جائز طریقہ سکھانا تھا اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا یہ سکھانا ثواب کا کام ہی تھا)۔ (مراۃ جلد ۶، ص۹۲ مُلخصاً)

مزاح کی ایک مثال:

حضرت اُسَید بن حضیر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ باتیں کر رہے تھے اور ان کی عادت میں مزاح تھا، یہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے لکڑی ان کے پہلو (side) میں چبھوئی، انھوں نے عرض کی: مجھے بدلہ دیجئے۔ فرمایا: لے لو۔ عرض کی: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو کرتا پہنے ہیں اور میرا کُرتا تو ہٹا ہوا تھا (جب آپ نے لکڑی میرے جسم میں لگائی تھی)۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کرتا اٹھا دیا تو انھوں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے

پہلو(side)کو بوسہ دیا(یعنی چومنے لگے)پھر عرض کی:یارسول اللہ!میں یہی چاہتا تھا۔(سنن ابی داؤد، ۲/ ۵۳۳ملخصاً)

مذاق کی تفصیل(یعنی وضاحت۔explanation)اور مثال:

مذاق حرام اس صورت میں ہوگا جب دوسرے کو حقیر(یعنی گھٹیا) سمجھتے ہوئے اس کا مذاق اڑایا جائے جس کی وجہ سے اسے تکلیف ہو کیونکہ ایسی صورت میں اسے ذلیل کرنا پایا جاتا ہے۔مثلاً:کسی کی تحریر(writing) یا اس کے پیشے(profession)پر ہنسنا یا کسی کی شکل وصورت پر ہنسنا یا کسی کے چھوٹے قد یا جسم کے عیب(یعنی آنکھ کی کمزوری یا لنگڑا وغیرہ ہونے)پر ہنسنا،تو ان تمام باتوں پر ہنسنا منع ہے کہ یہ مذاق ہے۔(احیاء العلوم ج ۳،ص ۴۰۱ ملتقطاً)

مذاق کے کچھ نقصان:

{}مذاق سے ہنسی زیادہ ہوتی ہے اور پھر دِل مُردہ ہوجاتا ہے۔(لباب الاحیاء،ص۲۳۹){}مذاق مسخری وہی شخص کرتا ہے جو احمق(idiot)یا تکبر کرنے والا(arrogant)ہو۔(لباب الاحیاء ص۳۲۵){}قراٰنِ مجید کی کسی آیت کا مذاق اُڑانا کفر ہے(مِنَحُ الرَّوض الازھر للقاری ص ۴۵۷){}گانوں اور چٹکلوں میں طرح طرح کے مسائل ہیں،ان میں حکم شرعی کا مذاق اُڑانا بھی ہے{}جو شخص اللہ پاک کے احکام میں سے کسی حکم کا مذاق اُڑائے تو اُس کو کافر قرار دیا جائے گا(فتاوٰی تاتار خانیہ،ج ۵ ص ۴۶۱ملتقطاً){}شریعت کا مذاق اُڑانا یا توہین کرنا کفر ہے(بہارِ شریعت حصہ ۹،ص ۱۸۳،فتاوٰی خیریہ ج ۱،ص ۱۰۵){}جو اذان کا مذاق اُڑائے وہ کافر ہے(فتاوٰی رضویہ ج ۵،ص ۱۰۲){}داڑھی کو بُرش کہنا یا داڑھی والے کا مذاق اُڑاتے ہوئے اُس کو داڑھی والا بکرا کہنا دونوں کفریات ہیں(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۴۲۲){}مذاق میں کلمۂ کفر بکنا بھی کفر ہے{}(اَلبحرُ الرَّائِق ج ۵،ص ۲۰۲)جو مذاق مسخری میں کفر کریگا،اُس کا اسلام ختم ہو جائے گا اگرچِہ کہتا ہے کہ میرا ایسا عقیدہ نہیں ہے(بہارِ شریعت حصّہ ۹،ص ۱۷۳،دُرِّ مُختار ج ۶،ص ۳۴۳)

یاد رہے!کسی کے کافر ہونے کا فیصلہ ہم نہیں کر سکتے،یہ علمائے کرام کا کام ہے۔کسی نے اسلام کے خلاف کوئی بات بولی تو"دارالافتاء اہلسنّت"سے پوچھ لیجئے۔

ہنسی مذاق کے بعض اسباب:

(1)ہنسی مزاق کی عادت(2)بُرے دوستوں کے ساتھ رہنا(3)لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام بنانے(یعنی اپنی واہ

واہ) کی خواہش (desire)۔ وغیرہ

ہنسی مذاق سے بچنے کے کچھ طریقے:

{} ہنسی مذاق سے بچنے کے لئے اُن دینی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں مصروف (busy) ہو جائیں جو شریعت نے ہم پر لازم کی ہیں (فرض علوم سیکھنا، قرآن پاک صحیح طرح سے پڑھنا سیکھنا، والدین کی خدمت (یعنی ان کے کام کرنا، ان پر مال خرچ کرنا)، زوجہ اور گھر کی لازم ضروریات کو پورا کرنا، اولاد کی دینی تربیت وغیرہ)۔ اگر بندے کو واقعی اس کا علم اور احساس ہو تو پھر فضول باتوں کے لیے وقت (time) ہی نہیں ملے گا {} دوسروں کا مذاق اُڑانے سے اس طرح سوچ کر بچے کہ اگر یہ دوسرے لوگوں کو ایذا (یعنی تکلیف) پہنچائے گا تو وہ لوگ بھی اُسے تکلیف دیں گے۔ اپنے نفس (یعنی اپنے دل) کو سمجھائے کہ دوسروں کا مذاق اُڑائے گا تو لوگ تیرا بھی مذاق اُڑائیں گے۔ (احیاء العلوم ج ۳، ص ۵۲۵ ماخوذاً) حضرت ابو یعقوب یوسف بن حسین رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہنے لگے: اللہ پاک نے میری مغفرت فرمادی۔ پوچھا گیا: کس وجہ سے؟ فرمایا: میں سنجیدہ (serious) بات میں مذاق شامل نہ کرتا تھا۔ (احیاء العلوم ج ۵، ص ۶۵۴)

ہنسی مذاق ہو گیا تو اب کیا کریں؟:

جو آدمی غلطی سے کسی مجلس میں مذاق یا شور وغل کر بیٹھے وہ اٹھنے سے پہلے اللہ پاک کا ذکر کرے کہ نور والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو آدمی کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں اس نے بہت سی فضول باتیں کی ہوں تو وہ اٹھنے سے پہلے یہ کلمات پڑھ لے اس سے مجلس میں کی گئی غلط باتوں کی بخشش (یعنی معافی) ہو جائے گی۔ وہ کلمات یہ ہیں: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ (جامع الترمذی ص ۷۹۵، ابواب الدعوات) (لباب الاحیاء ص ۳۲۵) ہاں! اگر ایسا ہنسی مذاق ہے کہ جس میں سامنے والے کا دل بھی دکھایا ہو تو اب معافی مانگنا کے ساتھ ساتھ دیگر شرعی تقاضے (requirements) پورے کرنے ہونگے۔

www.farzuloom.net

نوٹ: مذاق کی تفصیل جاننے کے لئے **"احیاء العلوم جلد ۳"** کو پڑھ لیجئے۔ (9)

---

10 "اخلاص"

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ Translation:) "اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے، ہر باطل (یعنی جو حق نہ ہو) سے جدا (یعنی الگ) ہو کر (رہیں) اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے"۔ (ترجمۂ کنز العرفان) (پ ۳۰، البینۃ: ۵) علماء فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ وہی عمل اللہ پاک کی بارگاہ میں قبول کیا جائے گا جو اللہ پاک کو راضی کرنے کے لئے کیا گیا ہو گا۔ (صراط الجنان، ۱۰/۷۸۴ ملخصاً)

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اِخلاص کے ساتھ عمل کرو کہ اخلاص کے ساتھ کیا گیا تھوڑا عمل بھی کافی ہوتا ہے۔ (نوادر الاصول، ۱/۴۴، حدیث: ۴۵)

اخلاص کسے کہتے ہیں؟:

کوئی بھی نیک عمل صرف اللہ پاک کو خوش کرنے کے لئے کرنا اخلاص کہلاتا ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب النیۃ والاخلاص والصدق، ۵/۱۰۷ ملخصاً)

اخلاص کی ایک مثال:

حضرتِ ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جب بندہ علانیہ (یعنی

---

(9) **جواب دیجئے:**

س ۱) مذاق اور مذاح کسے کہتے ہیں؟ کیا ہم مذاق کر سکتے ہیں؟

س ۲) بے جا مذاق کی عادت سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟

سب کے سامنے) نماز پڑھے تو بھی اچھی اور خفیہ (اکیلے میں) نماز پڑھے تو بھی اچھی ہے (مگر اکیلے نماز پڑھتا ہے) تو اللہ پاک فرماتا ہے کہ یہ میرا سچا بندہ ہے۔(سنن ابن ماجہ،الحدیث ۴۲۰۰،ج۴،ص۴۶۸)

عمل کا ثواب:

اعمال کا ثواب اخلاص سے ہے۔(مراٰۃ المناجیح،۱/۲)

اخلاص کے بارے میں بُزرگانِ دین فرماتے ہیں:

{1}حضرت یعقوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مُخْلِص (یعنی اخلاص کے ساتھ نیک کام کرنے والا) وہ ہے جو اپنی نیکیاں اِس طرح چھپائے جس طرح اپنے گناہ چھپاتا ہے۔(اِحیاءُ العُلوم،ج۵،ص۱۰۵){2}حضرت سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر تم اِخلاص کے ساتھ اکیلے میں دو(2) رَکعتیں پڑھو تو یہ بات تمہارے لئے ستّر (70) یا سات سو(700)حدیثیں اچھی اسناد(حوالوں۔references وغیرہ) کے ساتھ لکھنے سے بہتر ہے۔(ایضا،ص۱۰۶) فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: آدمی کا ایسی جگہ نَفْل نَماز پڑھنا جہاں لوگ اسے نہ دیکھتے ہوں، لوگوں کے سامنے پڑھی جانے والی پچیس(25) نمازوں کے برابر ہے۔(جَمْعُ الْجَوامِع،ج۵،ص۸۳،حدیث:۱۳۶۲۰){3}ایک بُزُرگ کا قول ہے کہ ایک لمحے(moment) کا اِخلاص ہمیشہ کی نَجات (یعنی بخشش اور کامیابی) کا سبب (reason) ہے لیکن اِخلاص بہُت کم پایا جاتا ہے۔(اِحیاءُ العُلوم ج۵، ص ۱۰۶){4} حضرتِ فُضیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: لوگوں کی وجہ سے عمل چھوڑنا ریا ہے اور مخلوق کو دکھانے کیلئے عمل کرنا شرکِ (اصغر) ہے۔(ایضاً،ص۱۱۰)

30 سال کی نمازیں دوبارہ پڑھ لیں:

ایک بُزُرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے تیس(30)سال کی نمازیں دوبارہ(again) پڑھیں، اِس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں ہمیشہ ہر نَماز پہلی صَف میں جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا۔ تیس(30)سال کے بعد کسی وجہ(reason) سے دیر ہوگئی اور مجھے دوسری صَف میں جگہ ملی، اِس سے مجھے شرمندگی(embarrassing) ہوئی کہ آج لوگ کیا کہیں گے! یہ خیال آنے کی وجہ سے میں جان گیا کہ جب لوگ مجھے پہلی صَف میں دیکھتے

تھے تواِس سے مجھے خوشی ہوتی تھی اس لیے میں پہلی صف میں نماز پڑھتا رہا۔(اور اب پہلی صف چھوٹنے کا افسوس ہورہاہے کہ آج لوگ کیا کہیں گے!تو گویا تیس(30)سال سے میں لوگوں کو دکھانے کیلئے پہلی صَف میں نَماز پڑھتارہاہوں!اس لیے میں نے تیس(30)سال کی نَمازیں دوبارہ(again)پڑھیں)۔(اِحیاءُ العُلوم، ج۵،ص۱۰۸،بِتَصَرُّفٍ)

بیان کرنے والے میں اخلاص کی نشانیاں(signs):

☆...پہلی نشانی(first sign)یہ ہے کہ اگر اس کے سامنے ایسا شخص آجائے جو اس سے اچھا بیان کرنے والا ہو یا اس سے زیادہ علم رکھنے والا اور لوگوں اسے سننا پسند کرتے ہوں تو اس(عالِم یاواعِظ)کو خوشی ہو،اس سے حسد(Jealousy)نہ ہو۔البتہ غبطہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں،غِبطہ یہ ہے کہ جیسا اس کا علم ہے ویسے علم اس کے پاس رہے اور مجھے بھی مل جائے۔

☆...دوسری نشانی(second sign)یہ ہے کہ جب کوئی بڑے عُہدے(rank)والا اس کے بیان میں آجائے تو اس کی وجہ سے اس کی گفتگو(یعنی انداز اور الفاظ وغیرہ)میں کوئی فرق نہ آئے بلکہ جیسے پہلے تھا اسی حال پر رہے اور تمام لوگوں کو برابر سمجھے۔

☆...تیسری نشانی(third sign)یہ ہے کہ وہ یہ خواہش(desire)نہ رکھے کہ لوگ راستے اور بازار میں اس کے پیچھے پیچھے چلیں۔(اِحیاءُ العُلوم،ج۳،ص۹۶۸ملخصاً)

اخلاص سے دور کرنے والی کچھ چیزیں:

ہر وہ بات کہ جو ریاکاری کی طرف لے جاتی ہو، اخلاص سے دور کرنے والی ہے(1) مشہور ہونے کی خواہش(desire)(2)تعریف سننے کا شوق(3)لوگوں سے مال ملنے کی سوچ(4) یہ ذہن ہونا کہ ہر شخص میری عزّت کرے۔ وغیرہ

اخلاص کے کچھ فائدے:

{}اخلاص، اللہ پاک سے محبّت بڑھانے کا سبب(reason)ہے{}اخلاص ، آخرت کی تیاری میں مدد گار

ہے {} اخلاص، دنیا کی محبّت کو کم کرتا ہے {} اخلاص، دل اور زبان کے فرق (difference) کو ختم کرتا ہے۔ وغیرہ

اخلاص حاصل کرنے کے کچھ طریقے:

{} اپنی نیّت اچھی کریں، کیونکہ جب تک نیک کام کرنے کی نیّت صحیح نہیں ہوگی اخلاص حاصل نہیں ہو سکتا {} کوئی بھی نیک کام، دنیا کا فائدہ حاصل کرنے کے لئے نہ کیجئے {} اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کے فائدے اور اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے آخرت میں ہونے والے نقصانات پر غور کیجئے {} عاشقانِ رسول کے ساتھ رہا کریں اور ایسی کتابوں کو پڑھیں کہ جن میں اخلاص کے حوالے سے بزرگوں کی باتیں اور حکایتیں ہوں {} کوئی بھی کام کرنا ہو بس یہ بات ذہن میں ہو کہ "اللہ پاک دیکھ رہا ہے"۔ (نجات دلانے والے اعمال کی معلومات، ص۲۹۔۳۳ ملخصاً) {} اپنا عمل جاری رکھے، جیسا کہ امام غزالی (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ) نے فرمایا: بندہ اخلاص کے ساتھ عمل شروع کرے لیکن ریاکاری حملہ آور (یعنی شیطان ریکاری کا وسوسہ ڈالتا) ہو تو اسے چاہیئے کہ عمل نہ چھوڑے بلکہ زبردستی (force) کر کہ) نفس (یعنی اپنے دل) کو اخلاص کی طرف لائے یہاں تک کہ عمل پورا ہو جائے کیونکہ شیطان پہلے تمھیں عمل چھوڑنے کی طرف بلائے گا اگر تم نے اس کی بات نہ مانی، تو وہ تمہیں ریاکاری کی طرف بلائے گا اور اگر تم نے یہ بات بھی نہ مانی تو وہ تم سے کہے گا: یہ نیکی خالص (یعنی اللہ پاک کے لیے) نہیں ہے تم ریاکار ہو اور تمہاری محنت ضائع (waste) ہو رہی ہے، لہٰذا ایسے عمل کا کیا فائدہ جس میں اخلاص ہی نہ ہو؟ یہاں تک کہ وہ تمہیں عمل چھوڑنے کا کہتا رہے گا اب اگر تم نے عمل چھوڑ دیا تو شیطان کامیاب ہو جائے گی۔ (اِحیاءُ العُلوم، ج۳، ص۹۵۰، ۹۵۱ مُلتقطاً)

نوٹ: اخلاص کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب "نجات دلانے والے اعمال کی معلومات" صفحہ ۲۵ تا ۳۳ پڑھ لیجیے۔ (10)

---

(10) **جواب دیجئے:**

س ۱) اخلاص کسے کہتے ہیں؟

www.farzuloom.net

----

11 " مخلوق(creatures)پر بھروسہ(trust)"

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ Translation:)"اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی تکلیف کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اس کے فضل کو کوئی رد کرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے"۔(ترجمۂ کنزُالعِرفان)(پ ۷، سورۃ الانعام، آیت۱۷)علماء فرماتے ہیں:(اس آیت میں) یہ فرمایا گیا ہے کہ جب اللہ پاک کسی کو نفع پہنچانا چاہے تو کوئی اسے روک کر نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جب اللہ پاک کسی کے نقصان کا ارادہ فرمائے تو کوئی اس نقصان کو ٹال کر نفع نہیں پہنچا سکتا۔(خازن، یونس، تحت الآیۃ:۱۰۷، ۲/ ۳۳۸)

ایک روایت:

اللہ پاک نے حضرتِ داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام پر وحی نازل فرمائی: اے داوٗد! میرا ایسا کوئی بندہ نہیں جو مخلوق کو چھوڑ کر میری رحمت کی طرف توجّہ(attention) کرتا ہے اور زمین و آسمان (والے) اس پر سختیاں لاتے ہیں مگر میں اس کی سب تکلیفیں دور کر دیتا ہوں اور اس کے لئے راستہ نکال دیتا ہوں۔(مکاشفۃ القلوب ص ۵۰۵)

ایک حدیث:

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے کچھ اس طرح کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی تلوار شریف(sword) ایک درخت پر لٹکا کر، اُس کے نیچے آرام فرما رہے تھے تو ایک گاؤں والا آیا، اُس نے وہ تلوار لے لی اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کہنے لگا کہ کیا آپ مجھ سے نہیں ڈرتے۔ فرمایا: نہیں۔ تو کہنے لگا

س۲) اخلاص کی عادت کیسے بنے؟

www.farzuloom.net

مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟ تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "اللہ" پھر صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ نے اُسے آواز دی تو تلوار اُس کے ہاتھ سے گر گئی۔(مسلم، ج۱، ص۵۷۶، مُلخصاً، مطبوعہ بیروت) علماء فرماتے ہیں: مخلوق سے بالکل خوف نہ ہونا اور ایسی صورتِ حال (situation) میں بھی دل کا پریشان نہ ہونا اور پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سکون اور اطمنان (satisfaction) سے بتا دینا کہ مجھے بچانے والا "اللہ پاک" ہے، یہ توکُّل یعنی اللہ پاک پر بھروسے (trust) کا وہ درجہ (level) ہے کہ جو ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ملا۔(مراۃ ج۷، ص۱۴۶ ماخوذاً)

مخلوق (creatures) پر بھروسہ (trust) کا کیا مطلب ہے؟:

اللہ پاک کو چھوڑ کر صرف مخلوق پر بھروسہ کرلینا یا اسباب (مثلاً کھیت، پھل وغیرہ) کو پیدا کرنے والے "ربّ" کو چھوڑ کر صرف "اسباب" (مثلاً زندہ رہنے کے لیے جو چیزیں چاہیے، اُن) پر بھروسہ (trust) کرلینا، اعتماد خلق (یعنی مخلوق پر بھروسہ کرنا) کہلاتا ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے بچنا ضروری ہے۔

مخلوق پر بھروسہ کرنے کی ایک مثال:

اپنی ترقی (grading وغیرہ) کے لیے، صرف اپنے سیٹھ یا اپنی کوششوں کی طرف نظر رکھنا اور اللہ پاک کی طرف توجّہ (attention) نہ دینا اور نہ اللہ پاک سے دعا کرنا۔

مخلوق پر بھروسہ کرنے کی ایک نشانی (sign):

ظاہری اسباب (یعنی کوشش وغیرہ) کو مکمل کرنے کے بعد دل کا بالکل مطمئن (satisfied) ہو جانا کہ نتیجہ (result) درست ہی آئے گا کہ میں نے سب کام پورے کر لیے۔

مخلوق (creatures) پر بھروسہ (trust) کرنے کا نقصان:

بندے کی توجّہ (attention) اللہ پاک سے ہٹ کر مخلوق کی طرف ہو جاتی ہے۔

مخلوق پر بھروسہ کرنے کی تفصیل (یعنی وضاحت۔explanation):

اللہ پاک کی طرف سے توجّہ (attention) ہٹا کر، مخلوق یا اسباب پر بھروسہ (trust) کرلینا بہت ہی بُرا اور ہلاکت (یعنی تباہی) میں ڈالنے والا عمل ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے بچنا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: اللہ پاک پر بھروسہ کرنا "فرض" ہے۔ اس کا حکم خود اللہ پاک نے دیا: (ترجمہ Translation): "اللہ ہی پر توکُّل (یعنی بھروسہ) کرو اگر مسلمان ہو"۔ (پ۶، المائدۃ: ۲۳) یہ بات یاد رہے کہ توکُّل کے معنی یہ نہیں کہ اسباب (مثلاً کوشش وغیرہ) کو چھوڑ کر بیٹھا رہے بلکہ ان اسباب کو اصل نہ سمجھے (یعنی یہ نہ سمجھے کہ کوشش کرلی تو اب میں کامیاب ہو ہی جاؤنگا) اور نہ ہی ان پر بھروسہ (trust) کرے (بلکہ اللہ پاک پر بھروسہ کرے کہ کامیابی دینا، اللہ پاک ہی کا کام ہے)۔ (فضائل دعا ص ۲۸۷، ۲۸۸ ماخوذاً، ملتقطاً)

مخلوق پر بھروسہ کرنے کی طرف لے جانے والی کچھ چیزیں:

(1) ہر کسی سے فوراً اُمید (hope) کرلینا (2) ہر اختیار (authority) رکھنے والے ہی کو سب کچھ سمجھنا (3) اپنی خواہش (desire) پوری کرنے کے لیے، ہر کوشش کے لیے تیار رہنا (4) اللہ پاک پر بھروسے (trust) کی کمی۔ وغیرہ

مخلوق (creatures) پر بھروسہ (trust) چھوڑنے کے کچھ طریقے:

{} ساری مخلوق ہماری طرح ہے کیونکہ ہر ایک کو اللہ پاک ہی نے پیدا فرمایا ہے اور اللہ پاک نے اپنے کرم سے زمین پر چلنے والی ہر مخلوق (all creatures) کو رزق دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور جب اس بات پر مکمل یقین (believe) ہو جائے گا تو انسان مخلوق کی طرف توجّہ (attention) کرنا چھوڑ دے گا۔ (احیاء العلوم ج۴، ص ۳۲۷ ماخوذاً) {} جب یہ ذہن بن جائے گا کہ اللہ پاک کی رحمت بہت بڑی ہے تو بندے کی توجّہ (attention) اللہ پاک ہی کی طرف رہے گی۔ (احیاء العلوم ج۴، ص۶۷۷ ماخوذاً) {} مخلوق پر بھروسہ (trust) بے کار ہے کہ اللہ پاک کے فیصلے اور حکم کو کوئی بھی روک نہیں سکتا ہے بلکہ ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ جس چیز کا تم تک پہنچنا لکھا ہے ایسا نہیں کہ وہ تم تک نہ پہنچے اور جس چیز کا تم تک نہ پہنچنا لکھا ہے ایسا نہیں کہ وہ تم تک پہنچ جائے۔ (احیاء العلوم ج۴، ص۷۷۸،

www.farzuloom.net

مُلخصاً) {} حضرت شقیق بلخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے شاگرد حضرت حاتِم اَصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے استاذ سے **عرض کی:** میں نے لوگوں کو دیکھا کہ مخلوق (creatures) پر بھروسا (trust) کئے ہوئے ہیں، کوئی اپنی زمین پر، کوئی اپنے کاروبار پر، کوئی اپنے فن (art) پر، کوئی اپنی صحت پر یعنی ہر مخلوق اپنی طرح کی مخلوق پر بھروسا کئے ہوئے ہے تو میں نے اللہ پاک کے اس فرمان کی طرف نظر کی (ترجمۂ کنزالایمان): "اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے (پ۲۸، الطلاق:۳)۔ لٰہذا میں نے اللہ پاک پر توکُّل (trust) کر لیا اور وہی مجھے کافی ہے"۔ (احیاء العلوم ج۱، ص۲۲۸)

نوٹ: توکُّل کی معلومات کے لیے، امام مُحَمَّد بن مُحَمَّد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کتاب **"احیاء العلوم جلد ۴"** کو پڑھ لیجیے۔ (11)

---

12 "دینی معاملات میں بے جا نرمی"

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ Translation:) "وہ ایک دوسرے کو کسی برے کام سے منع نہ کرتے تھے جو وہ کیا کرتے تھے۔ بیشک یہ بہت ہی برے کام کرتے تھے" ۔ (پ٦، المائدۃ:٧٨) (ترجمہ کنز العرفان) علماء فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ برائی سے لوگوں کو روکنا واجب ہے اور گناہ سے منع نہ کرنا سخت گناہ ہے۔ (صراط الجنان ۲/ ۴۷۹، مُلخصاً)

اَحادیثِ مُبارکہ:

(1) فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہ

---

(11) **جواب دیجیے:**

س۱) مخلوق پر بھروسہ (trust) کسے کہتے ہیں؟

س۲) مخلوق پر بھروسہ (trust) سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟

www.farzuloom.net

ہو تو زبان کے ذریعے روکے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے۔

(مسلم، کتاب الایمان، ص۴۴، الحدیث:۷۸(۴۹))

(2)حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں ہم نے اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بیعت کی (یعنی وعدہ کیا، جس میں یہ بھی ہے کہ) ہم جہاں بھی ہوں حق ہی کہیں، اللہ پاک کے بارے میں کسی ملامت کرنے (یعنی بُرا بھلا کہنے) والے کی ملامت سے نہ ڈریں (بخاری، ج۹، ص۷۷، مُلتقطاً، مطبوعہ بیروت) علماء فرماتے ہیں: یعنی ہم مداہنت فی الدین (دین کے معاملے میں بے جا نرمی کہ اسلام اس طرح کی نرمی کی اجازت نہیں دیتا) نہ کرینگے ہر چھوٹے بڑے کے سامنے ہر جگہ ہر وقت سچی بات کہیں گے ہر مسلمان اپنی طاقت کے مطابق مُبلّغ (یعنی نیکی کی دعوت دینے والا اور بُرائی سے منع کرنے والا) ہے۔ (مراۃ جلد۵، ص۵۶۷)

(3)فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اللہ پاک نے تمہارے درمیان اخلاق کو اسی طرح تقسیم (distribute) کر دیا ہے جس طرح تمہارا رزق (sustenance۔روزی) تقسیم فرمایا ہے اور اللہ پاک جس سے محبّت فرماتا ہے اسے بھی دنیا دیتا ہے اور جس سے محبت نہیں کرتا اسے بھی دیتا ہے، مگر دین صرف اُسی کو دیتا ہے جس سے وہ محبّت فرماتا ہے اور اللہ پاک نے جسے دین عطا فرمایا گویا کہ اُس (ربّ) نے اِس (بندے) سے محبّت فرمائی۔ اللہ پاک برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا مگر برائی کو اچھائی سے مٹا دیتا ہے، بے شک گندگی گندگی کو نہیں مٹاتی۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۳۶۷۲، ج۲، ص ۳۳ مُلتقطاً)

مُداہنت کسے کہتے ہیں؟:

مداہنت کا ایک معنیٰ ہے پلپلا پن یعنی "نرم ہو جانا"۔ (مراۃ ج۵، ص۵۷۲) اور شریعت میں اس کا معنیٰ ہے: دین کے معاملے میں بے جا نرمی کہ اسلام جس نرمی کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی طرح ناجائز اور گناہ والے کام دیکھنے کے بعد (روکنے کی طاقت ہونے کے باوجود) اسے نہ روکنا اور کسی دینی معاملے میں کمزوری و کم ہمتی (low confidence) کرتے ہوئے، سامنے والے کی مدد نہ کرنا یا کسی بھی دنیوی وجہ سے دینی معاملے میں نرمی یا خاموشی اختیار (adopt) کرنا "مُداہَنَت" ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص۱۵۴)

تفصیل(یعنی وضاحت۔explanation):

اگر اپنے دین کی سلامتی اور مسلمان بھائی کی اصلاح کی وجہ سے معاف کیا جائے تو اسے "مُدارات" کہتے ہیں اور اگر دنیا حاصل کرنے، نفسانی(یعنی دل میں پیدا ہونے والی)خواہشات(wishes)کو پورا کرنے کے لئے (طاقت ہونے کے باوجود، بُرائی کے خلاف)خاموش رہنے کو "مُدَاہَنَت" کہتے ہیں۔(احیاء العلوم، جلد ۲، ص ۶۶۱ مُلخصاً)

مُداہنت کی کچھ مثالیں:

{}جو شخص نماز کے مسائل نہ جانتا ہو یا قرآن درست پڑھنا نہ آتا ہو، ایسے کو نماز میں امامت کے لیے کھڑا کر دینے کے بارے میں اعلیحضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایسے شخص کو نماز میں امام کرنا حالانکہ نماز تو عمادِ اسلام (یعنی اسلام کا ستون)اور افضلِ اعمال (بہترین نیکی)ہے، (مسائل نہ جانے والے شخص کو اتنی اہم دینی جگہ پر کھڑا کرنا اور امام بنانا)یقیناً بے احتیاطی(careless کام) اور حکمِ شرعی (یعنی دین کے معاملے)میں مداہنت ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۶، ص ۴۴۶)

{}اگر کسی کو گھٹنا(knee) کھولے ہوئے دیکھے، تو نرمی کیساتھ منع کرے، اگر باز نہ آئے(اور گھٹنے کو نہ چھپائے)، تو اس سے جھگڑا نہ کرے اور اگر ران(thigh) کھولے ہوئے ہے، تو سختی سے منع کرے اور باز نہ آیا(یعنی ران نہ چھپائے)، تب بھی اُسے مارنے کی اجازت نہیں۔(بہار شریعت جلد ۱، ح ۳، ص ۴۸۲، مسئلہ ۲۹ مُلخصاً)

مُداہنت جہنّم میں لے جانے والا کام ہے:

{}مُدَاہَنَت (یعنی برائی کو دیکھ کر طاقت کے باوجود نہ روکنا یا خاموش رہنا یا کسی دنیوی فائدے کی وجہ سے دین کے حکم پر عمل کرنے میں نرمی کرنا)حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔(الحدیقۃ الندیۃ، الخلق التاسع و الاربعون، ج ۲، ص ۱۵۵)

{}جہاں کوئی شخص کسی برائی کو روکنے کی طاقت رکھتا ہو(یعنی مضبوط خیال ہو کہ بُرائی سے منع کروں گا تو سامنے والا گناہ چھوڑ دے گا تو)وہاں اس پر برائی سے روکنا فرضِ عین (اور لازم)ہو جاتا ہے۔(صراط الجنان ۲/۲۳ مُلخصاً){}گناہ سے روکنے میں شریعت کی حدود(boundaries) نہیں توڑی جائے گی(مثلاً گناہ سے روکنے والے کو غیر شرعی

انداز سے مارنا)۔ اعلیحضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فقہ کا ایک اُصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: گناہ کا اِزالہ گناہ سے نہیں ہوتا۔ (فتاوی رضویہ ج۲۳، ص۶۳۹) {} مُفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: "بُرائی کو بدلنے کے لیے ہر طبقے (all classes) کو اس کی طاقت کے مطابق ذمہ داری (responsibility) دی گئی ہے کیونکہ اسلام میں کسی بھی انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ کسی کام کو لازم نہیں کیا۔ حکمران (ruler)، اساتذہ (teachers)، والدین وغیرہ جو اپنے ماتحتوں (subordinates) کو کنٹرول کرسکتے ہیں وہ قانون پر سختی سے عمل کرا کے اور مخالفت (against) کرنے کی صورت میں سزا دے کر برائی کو ختم کرسکتے ہیں۔ عام مسلمان جو کچھ قدرت نہیں رکھتا وہ دل سے اس برائی کو برا سمجھے، اگرچہ یہ ایمان کا کمزور ترین مرتبہ ہے لیکن جب خود برائی کے قریب نہیں جائے گا تو اس طرح بھی معاشرے (society) کے بہت سارے لوگ گناہوں سے بچ جائیں گے۔ (مراٰۃ المناجیح ج۶ ص۵۰۲، مکتبہ اسلامیہ، ملخصاً)

{} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خالق (یعنی اللہ پاک) کی نافرمانی میں مخلوق (creatures) کی اطاعت (یعنی حکم ماننا) جائز نہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل عن علی ۱/۱۲۹) اعلیحضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جو اس حدیث کی وضاحت (explanation) فرمائی، اُس سے معلوم ہوتا ہے: (1) فرض، واجب اور سنّت مؤکدہ کو پورا کیا جائے گا، کسی کے کہنے پر نہیں چھوڑیں گے (2) کسی کے کہنے پر کوئی گناہ نہ کیا جائے (3) اگر برادری (community) کی کوئی ایسی رسم (custom) ہے کہ جس کی وجہ سے مستحب (یعنی نفلی کام) چھوٹ رہا ہو تو لوگوں کے دل خوش کرنے کے لیے مستحب (صرف نفلی کام) چھوڑا جائے (فتاوی رضویہ جلد۴، ص۵۲۸ ماخوذاً) (مثلاً نکاح مسجد میں ہونا مستحب ہے (بہارِ شریعت جلد۱، ح۷ ص۵، مسئلہ ۹) لیکن برادری (community) کی رسم (custom) شادی ہال میں نکاح کروانے کی ہے تو شادی ہال ہی میں نکاح رکھا جائے)۔

مُداہنت کی طرف لے جانے والی کچھ چیزیں:

(1) جہالت (2) دوست اور رشتہ دار وغیرہ کی بے جا (شریعت کے حکم سے ہٹ کر) محبّت (3) بُرے دوستوں کے ساتھ رہنا (4) دنیوی فائدہ۔ وغیرہ

www.farzuloom.net

دینی معاملات میں بے جا نرمی سے بچنے کے کچھ طریقے:

{} گناہوں کی ضروری معلومات بلکہ فرض علوم کا حاصل کرنا، مُدَاہَنَت سے بچنے کے لیے ضروری ہے۔
{} اللہ پاک کی محبّت ایسی ہونا کہ مخلوق کی محبّت، اللہ پاک کی اطاعت (یعنی حکم ماننے) میں رکاوٹ نہ بنے۔ اس کے لیے اللہ پاک کے احسانات یاد کرے اور یہ بھی سوچے کہ یہ دوست اور رشتہ دار سب اللہ پاک نے دیے ہیں نیز یہ بھی ذہن بنائے کہ اگر میں نے طاقت ہونے کے باوجود ان کو گناہوں سے نہ روکا اور کل قیامت کے دن انہی دوستوں یا رشتہ داروں نے میری شکایت اللہ پاک سے کی تو میرا کیا بنے گا؟ {} بُرے دوستوں کے ساتھ رہنے سے بندہ بُرا ہی بنا ن جاتا ہے، اسی طرح دین کے معاملات میں غیر شرعی نرمی کرنے والوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے بندہ، مُدَاہَنَت کرنے والا بن جاتا ہے۔ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ ایسے لوگوں کو چھوڑ دے {} ختم ہونے والی دنیا کے تھوڑے سے فائدے کے لیے، باقی رہنے والی آخرت کا بہت بڑا نقصان اُٹھانا، عقلمند شخص (wise man) کا کام نہیں لھذا اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم کو پورا کرتے ہوئے خود بھی گناہوں سے بچے اور طاقت کے مطابق دوسروں کو بھی بچائے۔

نوٹ:

مُدَاہَنَت کی معلومات حاصل کرنے کے لئے **"نجات دلانے والے اعمال کی معلومات"** کو پڑھ لیجئے۔[12]

---

13 "نیّت"

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ Translation:) "اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کیلئے ایسی کوشش کرتا ہے جیسی کرنی چاہیے

---

(12) **جواب دیجئے:**

س۱) مداہنت کہتے ہیں؟

س۲) مداہنت سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟

اور وہ ایمان والا بھی ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی" ۔(پ۱۵، بنی اسرائیل:۱۹)(ترجمہ کنزالعرفان)علماء فرماتے ہیں:اس آیت سے معلوم ہوا کہ عمل قبول ہونے کے لئے تین (3) چیزیں درکار (required)ہیں: **ایک** تو طالب آخرت ہونا یعنی **نیّت نیک** ہونا، **دوسرا** عمل کو اس کے حقوق (یعنی شریعت کے بتائے ہوئے حکموں) کے مطابق پورا کرنا، تیسری ایمان جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔

(خزائن العرفان، پ۱۵، الاسراء، تحت الآیۃ:۱۹، مُلخصاً)

فرامینِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:

(۱) اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیّت کرے (یعنی ہمارے کاموں میں ثواب ملنے یا گناہ ملنے کی بنیاد(base) نیّت ہے کہ جیسی نیّت ہوگی، ویسا ہی نتیجہ(result) ہوگا یعنی نیک و جائز کام ثواب کی نیّت سے کرنے پر ثواب ملے گا اور گناہ کی نیّت سے کرنے پر گناہ ملے گا)۔(بخاری، کتاب بدء الوحی، ۱/۶، حدیث:۱ مع نزھۃ القاری، ج۱، ص۲۲۷، مطبوعہ لاہور، ماخوذاً) **(۲)** مؤمن کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔(معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث:۵۹۴۲) **(۳)** اچھی نیّت بندے کو جنّت میں داخل کر دیتی ہے۔(مسند الفردوس، ۴/۳۰۵، حدیث:۶۸۹۵)

نیّت کسے کہتے ہیں؟:

نیّت کے لفظی معنٰی دل کا پُختہ (پکا) اِرادہ(intention) ہے اور شَرعاً عبادت کے اِرادے کو نیّت کہا جاتا ہے۔(نزہۃ القاری، ۱/۲۲۴ ملتقطاً) کسی بھی نیک کام میں اچّھی نیّت کا مطلب یہ ہے کہ جو عمل کیا جارہا ہے دل کی توجّہ(attention) اُس کام کی طرف ہو اور وہ عمل اللہ پاک کی رِضا کیلئے کیا جارہا ہو۔(ثواب بڑھانے کے نسخے ص۳ مُلخصاً) لیکن اس کے ساتھ یہ یاد رہے کہ بَہُت سے اعمال ایسے ہیں کہ جن میں ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ صرف عادت کے طور پر کر رہے ہیں لیکن اِس میں بھی "عبادت کی نیّت" موجود ہوتی ہے اور اس کا اِحساس اِس لئے کم ہوتا ہے کہ شروع میں نیّت پر جس طرح توجُّہ(attention) دی جاتی ہے وہ بار بار عمل کرنے کی وجہ سے برقرار نہیں رہتی۔ ہاں اگر بِالکل ہی نیّت کچھ نہ ہو تو اب اُس عمل پر کوئی ثواب نہیں۔(نیکی کی دعوت ص۱۱۴ مُلخصاً)

www.farzuloom.net

نیّت کی تفصیل(یعنی وضاحت۔explanation)اور کچھ مثالیں:

اعمال تین(3)طرح کے ہوتے ہیں **(۱)نیک:** مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ، علمِ دین حاصل کرنا، صدقہ دینا، قرآن پاک پڑھنا، صبر، حسن اخلاق، توبہ کرنا، ذکر کرنا، درود پاک پڑھنا وغیرہ **(۲)گناہ:** مثلاً شراب پینا، جوا کھیلنا، سود لینا، ریاکاری کرنا، غیبت کرنا، گانے باجے سننا وغیرہ **(۳)مُباح:** اُس جائز کام کو بولتے ہیں جس کا کرنا یا نہ کرنا (دونوں) برابر ہو یعنی ایسا کام کرنے سے نہ ثواب ملے اور نہ گناہ ہو۔ مثلًا کھانا پینا، سونا، ٹہلنا(walk کرنا)، دولت جمع کرنا، تحفہ دینا، اچھے لباس پہننا وغیرہ کام مُباح ہیں۔(نیکی کی دعوت ص ۱۰۹ مُلخصاً)

(۱)نیک کام اور نیّت: {}بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی نیک کام کا ثواب نہیں ملتا{}نیک کام میں جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ(ثواب کے نسخے ص ۳) {}بیشک جو علم نیت جانتا ہے ایک کام میں کئی نیکیاں حاصل کر سکتا ہے مثلاً جب نماز کے لئے مسجد کو جائے اور صرف یہی نیّت ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بیشک اُس کا یہ چلنا اچھا ہے، ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جائے گی اور دُوسرے پر گناہ مٹایا جائے گا مگر عالمِ نیت (یعنی نیّت کا علم جاننے والا) اس ایک ہی کام میں کئی نیّتیں کر سکتا ہے(فتاوٰی رضویہ ج ۵، ص ۶۷۳ مُلخصاً) {}(مثلاً جو چالیس(40) نیّتیں کر کے نماز پڑھنے مسجد کو گیا تو وہ) صرف نماز کے لئے نہیں گیا بلکہ ان چالیس نیک کاموں کے لئے گیا تو گویا اُس کا یہ چلنا چالیس(40)نیک کاموں کی طرف چلنا ہے اور ہر قدم، چالیس قدم کے برابر ہو گا، پہلے (جب ایک(1)نیّت کی تھی تو) ہر قدم پر ایک نیکی ملتی اور اب چالیس (نیک کاموں کی نیّت سے گیا تو اب ہر قدم پر چالیس) نیکیاں ملیں گی (فتاوٰی رضویہ ج ۵، ص ۶۷۵) {}نیک کام، اگر گناہ کی نیّت سے کیا جائے تو کرنے والا گناہ گار ہو گا(نیکی کی دعوت ص ۶۶ ماخوذاً) **مثال:** {} زکاۃ علانیہ اور ظاہر طور پر دینا افضل (یعنی زیادہ ثواب کا کام) ہے کہ دوسروں کے لیے ترغیب (motivation) کا سبب (reason) ہے اور اگر ریاکاری کی وجہ سے سب کے سامنے دی تو اب ثواب ختم ہو گیا بلکہ اب یہ شخص گناہ گار اور عذاب کا حقدار (entitled) ہوا (بہارِ شریعت ج ۱، ح ۵، ص ۸۹۰ مسئلہ ۷۵ مُلخصاً) {}

مسجد جانے کی نیّتیں ☆نماز کے لئے جاتا ہوں ☆مُؤذِّن کی دعوت (یعنی نماز کیلئے بلانے کو) قبول کرتا ہوں ☆جو مسلمان راستے میں ملا اُسے سلام کروں گا ☆سلام کرنے والے کو جواب دوں گا ☆ہو سکا تو کم از کم ایک

www.farzuloom.net

مسلمان کو رغبت (motivation) دلا کر نماز کیلئے ساتھ لیتا جاؤں گا ☆ مسجد کی زیارت کروں گا ☆ مسجد کے اندر آتے وقت سیدھے اور باہَر نکلتے وقت اُلٹے پاؤں کو نکال کر سُنّت پر عمل کروں گا ☆ داخِل ہونے اور باہَر نکلنے کی سنّت دعائیں (اوّل آخِر دُرُود شریف کے ساتھ) پڑھوں گا ☆ اِعتِکاف کروں گا (اِس اِعتِکاف کے لئے روزہ شرط نہیں اور یہ ایک لمحے (moment) کا بھی ہو سکتا ہے) ☆ مسلمانوں سے سلام و مُصافَحہ کروں گا ☆ اَمْـرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر (یعنی نیکی کا حکم اور بُرائی سے منع) کروں گا ☆ باجماعت نماز میں مسلمانوں کے قریب جانا ہو گا تو اُن کی بَرَکتیں حاصِل کروں گا۔ (ثواب کے نسخے ص ۶،۷)

یادرہے! عبادت میں نیّت ضروری ہے۔ بلکہ فرض نماز میں "فرض" کی نیّت بھی ضروری ہے یہاں تک کہ کونسی فرض نماز ہے؟ ظہر یا عصر؟ اس کی نیّت بھی ضروری ہے۔ (بہارِ شریعت حصّہ ۳، صَفحہ ۴۹۳، مسئلہ ۸۷،۸۶ ماخوذاً) واجب نماز میں واجب کی نیّت کرنا بھی ضروری ہے اور یہ نیّت بھی کرنی ہو گی کہ کونسا واجب ہے؟ مثلاً عید الاضحیٰ میں قربانی والی عید اور عید الفطر میں میٹھی عید کی نیّت کرنا (حاشیۃ الطحطاوی ص ۲۲۲ ماخوذاً)

(۲) گناہ اور نیّت: {} گناہ کسی بھی نیّت سے کیا جائے، گناہ تو گناہ ہے اور گناہ عبادت کی نیّت سے عبادت نہیں بن جاتا (لباب الاحیاء ص ۳۶۶ مُلخصاً) گناہ پر ثواب کی اُمّید (hope) اور زیادہ سخت بلکہ بہت سخت جُرم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۱۹۳، مُلخصاً) حرام و ناجائز کام سے پہلے بِسْمِ اللّٰہ شریف ہرگز، ہرگز، ہرگز نہ پڑھی جائے، حرامِ قَطعی (یعنی جو یقینی طور پر حرام کام ہو، اُس) سے پہلے بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا کفر ہے جیسا کہ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے: شراب پیتے وَقت، زِنا کرتے وَقت یا جُوا کھیلتے وَقت بِسْمِ اللّٰہ کہنا کُفر ہے۔ (فتاویٰ عالَمگیری ج ۲ ص ۲۷۳) (غیبت کی تباہ کاریاں ص ۱۳۱ مُلخصاً) {} گناہ کرنے کا (intention) ارادہ تھا لیکن گناہ نہ کیا تو اب گناہ چھوڑنے پر نیکی اسی صورت میں ملتی ہے جبکہ اللہ پاک کے خوف (یعنی ڈر) کی وجہ سے گناہ چھوڑا ہو۔ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے گناہ چھوڑا تو اب اس گناہ چھوڑنے پر نیکی نہیں ملی گی۔ (ماخوذ از تفہیم البخاری ج ۹، ص ۷۸۲) اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کر لیا جس کو عَزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے چاہے جس گناہ کا عزم کیا تھا بعد میں وہ گناہ نہ بھی کرے۔ (بہارِ شریعت حصّہ ۱۶،

www.farzuloom.net

صَفْحَہ ۲۵۸، مُلخصاً) **مثال:{}** فلم دیکھنے کا پکا ارادہ تھا، کوشش بھی کی مگر کوئی مسئلہ ہو گیا (مثلاً ٹی وی خراب ہو گیا یا موبائل پر دیکھنی تھی مگر نیٹ پیکج ختم ہو گیا، اس لیے نہیں دیکھ پایا) تو اب بھی گناہ گار ہو گا **{}** جس نے حرام مال کو اپنا مال سمجھ کر کے رِضا اور رغبت (یعنی خوشی) کے ساتھ ثواب کی نیّت سے خیرات (یعنی صدقہ) کیا اُس کو ہر گز ثواب نہیں ملے گا بلکہ اس طرح صدقہ کرنے کی کچھ صورَتوں (cases) کو عُلماء کرام رَحمۃُ اللہِ عَلَیہِم نے کفر لکھا ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۹، صَفْحَہ ۶۶۱، مُلخصاً)

یاد رہے! کچھ کُفر ایسے ہیں کہ اُس میں نیّت کی ضرورت نہیں، وہ کُفر ہی ہیں لیکن کچھ جُملے (sentences) ایسے ہیں کہ اُس کے کہنے والے کی نیّت معلوم کرنی ہو گی اس لیے کسی کے کافر ہونے کا فیصلہ ہم نہیں کر سکتے، یہ علمائے کِرام کا کام ہے۔ کسی نے اسلام کے خلاف کوئی بات بولی تو "دارالافتاء اہلسنّت" سے پوچھ لیجئے۔

(۳) مُباح اور نیّت:{} مباح کام کرنا یا نہ کرنا برابر ہوتا ہے یعنی ایسا کام کرنے سے نہ ثواب ملتا ہے اور نہ گناہ ہوتا ہے **{}** بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی مُباح کام کا ثواب نہیں ملتا **{}** مُباح کام میں جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ **{}** ہر مباح کام، اچھی نیّت سے مستحب اور ثواب والا ہو جاتا ہے (فتاوی رضویہ، ۸/ ۴۵۲ مُلخصاً) **{}** مُباح کام اگر بُری نیّت سے کیا اور وہ بُری نیّت گناہوں بھری ہے تو گُناہ مِلے گا۔ (ملفوظاتِ امیرِ اہلسنّت قسط ۲۱۵ صَفْحَہ ۱۹)

مثال:{} کھانا پینا، سونا اگر عبادات پر طاقت حاصل کرنے کی نیّت سے ہوں تو اس کھانے پینے کا بھی ثواب ملے گا (فتاوی، رضویہ، ۷/ ۱۸۹ ماخوذاً) **{}** کھانے میں اور کئی نیّتیں بھی کی جا سکتی ہیں ☆ کھانے سے پہلے اور بعد میں کھانے کا وُضو کروں گا (یعنی دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوؤں گا) ☆ کھانے کے ذَرِیعے عبادت اور حسبِ ضَرورت حلال کمانے کیلئے بھاگ دوڑ پر طاقت حاصِل کروں گا ☆ زمین پر بچھے ہوئے دستر خوان پر سنّت کے مطابِق بیٹھ کر **بِسْمِ اللّٰہ** اور دیگر دُعائیں پڑھ کر تین انگلیوں سے چھوٹا نوالا (یعنی لقمہ) لے کر اچّھی طرح چبا (chew well) کر کھاؤں گا ☆ کھانے کے دَوران (during meals) ہر لقمے پر **یَا وَاجِدُ** اور بِسْمِ اللّٰہ نیز ہر لقمہ کھا لینے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہوں گا ☆ گرے ہوئے دانے وغیرہ دستر خوان سے اٹھا کر کھا لوں گا ☆ آخر میں سنّت

پوری کرنے کی نیّت سے برتن اور تین (3) تین بار انگلیاں چاٹوں گا۔(ثواب کے نسخے ص ۹،۱۰) {} اگر کھانا اس نیّت سے کھایا کہ کھانا کھا کر فریش ہو جاؤں گا پھر فلم دیکھوں گا تو اب اس نیّت سے کھانا کھانا بھی گناہ ہو گا۔

اچھی نیّتیں کرنے کا ذہن بنانے کے لیے:

(1) نیّتوں کی اہمیت سمجھیں: {} حضرت یحییٰ بن کثیر رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نیّت کا علم حاصل کرو کیوں کہ نیّت کی اہمیّت (importance) عمل سے کئی گنا (many times) زیادہ ہے۔(حلیۃ الاولیاء، یحی بن کثیر، ۳ / ۸۲، رقم:۳۲۵۷) {} حضرت ابنِ مبارک رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کئی چھوٹے عمل ایسے ہیں جن کو نیّت بڑا عمل بنا دیتی ہے۔(قُوتُ القلُوب ج ۲ ص ۲۷۵) {} کام ایک ہی کرنا ہے، صِرف **نیّت** کر لینے سے جب ایک نیک کام کا ثواب دس (10) نیک کاموں کے برابر ہو جاتا ہے تو ایک ہی نیّت کرنا کیسی حماقت اور بِلاوجہ اپنا نقصان ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج۲۳ ص ۱۵۷ مُلخصاً) {} مناسب یہی ہے کہ بندہ ہر چیز میں کچھ نہ کچھ نیّت کرے یہاں تک کہ کھانے، پینے، پہننے، سونے اور نکاح میں بھی نیّت کرے کیوں کہ ان تمام کاموں کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ اگر نیّت اللہ پاک کی رضا کی ہو تو یہ ہی عمل نیکیوں میں ہو جائے گا۔(قوت القلوب، الفصل الثامن فی الاخلاص، ۲ / ۲۶۷، مُلخصاً)

(2) عالمِ نیّت کی بیان کردہ نیّتوں کو یاد کر لیں: شیخِ طریقت، **عالمِ نیّت**، اَمیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب "**ثواب بڑھانے کے نسخے**" کو یاد کر لیجئے تاکہ ہم جیسے بھی اچھی نیّتیں کر سکیں کہ عام طور پر صحیح نیّت ہر کوئی نہیں کر سکتا۔

(3) صبح صبح اچھی اچھی نیّتیں کر لیجئے: آج کا دن آنکھ، کان، زبان اور جسم کے ہر حصّے کو گناہوں اور فُضول کاموں سے بچاتے ہوئے نیکیوں میں گزاروں گا، اِنْ شَآءَ اللہ! (ثواب بڑھانے کے نسخے ص ۴، مُلخصاً)

(4) کوشش کر کے عادت بنائیں: جو اچّھی نیّتوں کا عادی نہیں اُسے شُروع میں کوشش کر کے اس کی عادت بنانی پڑے گی، نیک کام شروع کرنے سے پہلے کچھ رک کر ہو سکے تو سر جُھکائے، آنکھیں بند کئے ذِہن کو مختلف خیالات (different thoughts) سے خالی کر کے **نیّتیں** کریں۔(ثواب بڑھانے کے نسخے ص ۳ مُلخصاً)

(5) اچھی نیّتیں کرنے والوں کے ساتھ رہیں۔

نوٹ: نیّت کی تفصیلی مسائل جاننے کے لئے شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب "**نیکی کی دعوت** ص۱۰۸تا۱۱۹" کو پڑھ لیجئے۔ (13)

---

14 "غفلت(لاپرواہی۔carelessness)"

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہTranslation:)"لوگوں کا حساب قریب آگیا اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ جب ان کے پاس ان کے ربّ کی طرف سے کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو اسے کھیلتے ہوئے ہی سنتے ہیں۔ ان کے دل کھیل میں پڑے ہوئے ہیں"۔(پ۲۱،انبیاء:۱-۳)(ترجمہ کنزالعرفان) علماء فرماتے ہیں کہ: اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ لوگوں نے دنیا میں جو بھی عمل کئے ہیں اور ان کے بدنوں، ان کے جسموں، ان کے کھانے پینے کی چیزوں اور ان کے لباس میں اور ان کی دیگر ضروریات پوری کرنے کے لئے اللہ پاک نے انہیں جو بھی نعمتیں دی ہیں، ان کے حساب کا وقت (یعنی قیامت کا دن) قریب ہے اور اس وقت ان سے پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں کے بدلے میں انہوں نے کیا عمل کئے؟ کیا انہوں نے اللہ پاک کی اطاعت کی (یعنی حکم مانا؟) اور اس کے دیئے ہوئے حکموں پر عمل کیا اور جس چیز سے اس نے منع کیا اس سے رُک گئے یا انہوں نے اللہ پاک کے حکموں کے خلاف کیا، اس کے باوجود لوگوں کی غفلت (لاپرواہی۔carelessness) کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے عمل پر غور کرنے اور قیامت کے دن آنے والی مصیبتوں کے بارے میں سوچنے سے بھی غافل (careless)

---

(13) **جواب دیجئے:**

س۱) کیا ہر کام میں اچھی نیّت کر سکتے ہیں؟

س۲) نیک اور جائز کام میں اچھی نیّتیں کرنے کا ذہن کیسے بنائیں؟

www.farzuloom.net

ہیں۔

(خازن،الانبیاء،تحت الآیۃ:۱،۳/ ۲۷۰-۲۷۱،مدارک،الانبیاء،تحت الآیۃ:۱،ص۷۰۹، تفسیر طبری،الانبیاء،تحت الآیۃ:۱،۹/ ۳،ملتقطاً)

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

”اس شخص پر بڑی حیرت ہے جو ہمیشہ رہنے والے گھر (جنّت) کی تصدیق تو کرتا (یعنی یقین (believe) رکھتا اور مانتا) ہے لیکن کوشش دھوکے کے گھر (یعنی دنیا کو پانے) کے لئے کرتا ہے“۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا، ص۲۸، رقم:۱۴) علماء فرماتے ہیں کہ: کافروں کا تو عقیدہ ہی یہ تھا کہ زندگی تو صرف دنیا کی زندگی ہے اور مرنے کے بعد کوئی اٹھایا نہیں جائے گا اور اسی وجہ سے ان کی زندگی غفلت (لاپرواہی۔carelessness) کے ساتھ گزر رہی تھی لیکن مسلمانوں پر بھی افسوس ہے کہ ان کا تو یقین ہے کہ مرنے کے بعد لوگوں کو اٹھایا جائے گا، اعمال کا جواب دینا پڑے گا لیکن اس کے باوجود وہ غفلت (لاپرواہی۔carelessness) میں پڑے ہیں، یہ بڑی افسوس کی بات ہے۔ (صراط الجنان جلد ۳، ص ۸۹ ملخصاً)

غفلت کسے کہتے ہیں؟:

یہاں دینی معاملے میں غفلت مراد ہے یعنی ”دینی معاملے میں وہ بھول جو انسان احتیاط (caution) کی کمی کی وجہ سے کرتا ہے۔“ (مفردات الفاظ القرآن، کتاب الغین، غفل، ص ۶۰۹، ماخوذاً)

امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: زندگی کا ہر لمحہ (moment)، بلکہ ہر سانس بہت قیمتی ہے جس کا کوئی بدل نہیں کہ ہر لمحے (moment) میں کوئی ایسا کام کر سکتا ہے جس سے اُسے جنّت مل جائے (اگر اللہ پاک راضی ہو جائے)، تو اگر تم اس وقت کو غفلت (لاپرواہی۔carelessness) میں ضائع (waste) کر دو گے تو نقصان اٹھاؤ گے اور اگر اسے گناہ میں گزارو گے تو تباہ ہو جاؤ گے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب التوبۃ، الخ، ۴/ ۱۵)

غفلت کی ایک مثال:

شریعت اور دین کی اجازت کے بغیر نمازیں قضا کرنا، روزے نہ رکھنا غفلت (لاپرواہی۔carelessness) بھی ہے اور گناہ بھی جبکہ صرف سستی کی وجہ سے نفل نہ پڑھنا گناہ نہیں مگر یہ بھی غفلت

www.farzuloom.net

ہے۔

غفلت کی ایک نشانی(sign):

جانور ذَبح ہو رہا ہو تو بِلا ضَرورت اُس کی طرف دیکھنے سے بچیں۔ اُس کے آس پاس جمع ہونا، اس کے چِلّانے اور تڑپنے کے منظر کو دیکھ کر مزہ لینا، ہنسنا، قَہقَہے لگانا، غفلت (لاپرواہی۔carelessness)کی علامت (پہچان۔symbol)ہے۔(فیضان سنت،۱/۷۹۵،مُلخصاً)

غفلت کرنا کیسا؟:

فرائض وواجبات و سُنن مؤکّدہ کو پورا کرنے میں غفلت(لاپرواہی۔carelessness)ناجائز، گناہ اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے، ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

غفلت کی طرف لے جانے والی کچھ باتیں:

(۱)دنیا۔ اللہ پاک فرماتا ہے(ترجمہ Translation):اے لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز دنیا کی زندگی تمہیں دھوکا نہ دے(پ۲۲،الفاطر:۵)(ترجمہ کنز العرفان)(۲)مال۔ اللہ پاک فرماتا ہے(ترجمہ Translation): زیادہ مال جمع کرنے کی طلب نے تمہیں غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔(پ۳۰،اَلتکاثر:۱،۲) (ترجمہ کنز العرفان)

غفلت سے بچنے کے کچھ طریقے:

{} کم چیزوں پر خوش رہنا۔ فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ہمیشہ سورج نکلنے کے وقت سورج کے پہلو میں (یعنی ساتھ)دو فرشتے ہوتے ہیں جو آواز دیتے ہیں: اے اللہ!(مال) خرچ کرنے والے کو (اچھا) بدلہ دے اور مال روک کر رکھنے والے کا مال تباہ فرمادے۔(صحیح ابن حبان،کتاب الرقائق،۲/۳۷،حدیث:۶۸۵)

ایک اور روایت میں ہے: ان دونوں فرشتوں کی آواز جنّ و انسان کے علاوہ ساری مخلوق (creatures)سنتی ہے،وہ کہتے ہیں: لوگو! اپنے ربّ کی طرف آجاؤ، بے شک جو چیز کم ہو اور کفایت(یعنی ضرورت پوری کرے) کرے وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو مگر غفلت میں ڈال دے۔(صحیح ابن حبان،کتاب الزکوۃ،۵/۱۳۸،حدیث:۳۳۱۹)

www.farzuloom.net

{}خوفِ خدا پیدا کرنے والے بیانات کو سننا، سنانا اور ایسی کتابوں کو پڑھنے سے بھی غفلت دور ہوتی ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے (ترجمہ کنزالعرفان): اور انہیں پچھتاوے (یعنی قیامت) کے دن سے ڈراؤ جب فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور نہیں مانتے (پ۱۶، مریم:۳۹)

نوٹ: "غفلت (لاپرواہی۔carelessness)" کی تفصیل جاننے کے لئے شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطّار** قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رِسالہ "**غفلت**" پڑھ لیجئے۔ (14)

---

(14) **جواب دیجئے:**

س۱) غفلت (لاپرواہی۔carelessness) کسے کہتے ہیں؟

س۲) غفلت سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟

www.farzuloom.net